قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

بدھ 03/ اگست 2022ء | 05/ محرم 1444 ہجری قمری | 03/ ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:160

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿۲۹﴾

(الرعد: 29)

ترجمہ: (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

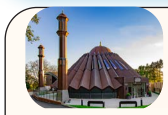

ایسی نیک مجالس ہیں جو سلامتی کی مجلسیں ہیں۔ ان میں عام گھریلو مجالس، اجتماعات، اور جلسے بھی ہو سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ خوش قسمت ہے کہ اس میں ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے اس قسم کے مواقع میسر آتے رہتے ہیں۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں کا جلسہ بھی آنے والا ہے اس سے بھی بھر پور فائدہ اٹھانا چاہیئے تا کہ ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی بارش ہم پر پڑتی رہے۔

...ہمیشہ ایسی مجالس میں بیٹھنا اور اٹھنا چاہیئے جہاں سے نیکی کی باتیں پتہ لگیں۔ تقویٰ کی باتیں پتہ لگیں، اللہ اور رسولؐ کے احکامات کا علم ہو۔ اگر اپنی اصلاح کرنی ہے اور اپنی زندگی سنوارنا چاہتے ہیں اور دینی علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیشہ جیسا کہ حدیث میں آیا اپنی صحبت نیک لوگوں میں رکھنی چاہیئے اور ایسی مجالس کی تلاش میں رہنا چاہیئے۔

اس بات کو ایک حدیث میں یوں بھی بیان فرمایا ہے۔ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اور متقی آدمی کے سوا اور کوئی تمہارا کھانا نہ کھائے۔

(ترغیب والترھیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

بعض کمزور طبیعتیں بعض کا اثر جلدی لے لیتی ہیں۔ بجائے اثر انداز ہونے کے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو بہر حال ایسی دوستیوں اور ایسی مجلسوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ تقویٰ پر قائم رہنے والوں کا، نیکی پر قائم رہنے والے لوگوں کا آنا جانا ہو اور جس حد تک بھی ان بری صحبتوں سے بچا جا سکے بچنا چاہیئے...

آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جب مجلس میں آتے آپؐ کی یہ کوشش ہوتی کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اس لئے ہمیشہ اس حالت میں مجلس میں آیا جائے جو مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے بھی آسانی کا باعث بنے اور ان کی طبیعتوں پر بھی اچھا اثر ڈالے۔

(خطبہ جمعہ 16 جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- بوقت سجدہ شہادت کا پی لیا وہ جام (منظوم)
- خلفائے احمدیت اور لجنہ اماء اللہ کی مساعی
- صحابیات رسولؐ کی قربانیاں ممبرات کے لئے مشعل راہ
- جلسہ سالانہ کی اغراض و برکات
- ناصرات الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد
- صحابیات رسولؐ کی وفا کی داستانیں
- اسلام آباد کے بابرکت افتتاح پر ناصرات الاحمدیہ کے جذبات

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں۔ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اے میرے رب انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: اُن کی کیا کیفیت ہو گی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُن کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں؟ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور اُن کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

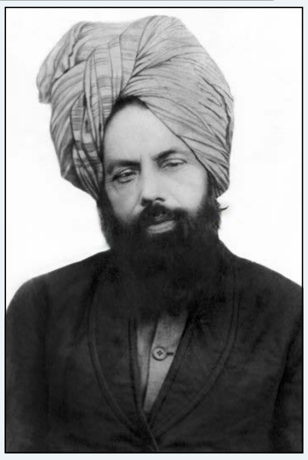

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھ لیتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے۔ مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں سے ہی ہے کیونکہ اِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَا یَشۡقٰی جَلِیۡسُھُمۡ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔

غرض نفسِ مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امّارہ والے میں نفسِ امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور جو شخص نفسِ مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 507 ایڈیشن 1988ء)

ناصرات الاحمدیہ کا عہد

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہوں گی اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔ ان شاء اللہ

دربارِ خلافت

’’آپ ٹانگے پر بیٹھ جائیں میں آپ کے ساتھ ساتھ چلتا ہوں‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’آپ ٹانگے پر بیٹھ جائیں میں آپ کے ساتھ ساتھ چلتا ہوں‘‘ وہ لوگ جن کا اسوہ ہمیں اپنانے کا حکم ہے، قربانی کر کے مہمان نوازی کیا کرتے تھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں بہت سے افراد ہیں جو قربانی کے جذبے سے مہمان نوازی کرتے ہیں اور یہی ہمیں کرنی چاہیے۔ باوجود جماعتی سہولت کے بعض لوگ خود مہمان نوازی کرنا چاہتے ہیں۔ کارکنان جو ڈیوٹی پر ہیں، کسی بھی خدمت پر مامور ہیں انہیں چاہیے کہ ان میں سے بعض نہیں بلکہ ہر ایک سو فیصد قربانی کے جذبے سے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہمان نوازی کرے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اب بھوک کی قربانی تو ہم سے نہیں مانگی جا رہی۔ اس وقت جو قربانی ہے اور کارکنان جو قربانی کرتے ہیں وہ وقت کی قربانی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جذبات کی قربانی بھی مانگی جاتی ہے۔ بعض دفعہ مہمان نامناسب رویہ دکھا دیتے ہیں تو اس حالت میں جذبات کی قربانی کرنی پڑتی ہے، صبر کرنا پڑتا ہے، خاموش ہونا پڑتا ہے۔ اس لیے خاموش ہونا پڑتا ہے کہ ہمیں مہمانوں پر حسن ظنی ہے کہ یہ لوگ نیک نیتی سے دینی اور روحانی پیاس بجھانے کے لیے آئے ہیں۔ شاید کسی غلط فہمی کی وجہ سے انہوں نے زیادتی کا رویہ دکھایا ہو اس لیے ہم معذرت کر کے چاہے اپنی غلطی نہ بھی ہو ان کا کام کر دیتے ہیں اور یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو اس زمانے میں ہمیں مہمانوں کے لیے دکھانے چاہییں اور جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام ہم سے چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اپنے ایسے بہت سے واقعات ہیں جن سے آپ کی مہمانوں کی دل داری اور مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم کیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک دفعہ جب دور دراز کے ایک علاقے سے آئے ہوئے مہمان لنگر خانے کے کارکنوں کے انکار کی وجہ سے کہ ہم آپ کا سامان نہیں اتاریں گے ناراض ہو کر واپس چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو جب اس بات کا پتا چلا تو بیان کیا جاتا ہے کہ آپؑ ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل تھا جیسے کوئی بہت ہی ہنگامی صورتِ حال پیدا ہو گئی ہو جلدی جلدی ان کے پیچھے پیدل چلے گئے۔ وہ لوگ ٹانگے پہ جا رہے تھے۔ بہرحال ان لوگوں نے جب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام تشریف لا رہے ہیں۔ ان کو آتے دیکھا تو ٹانگہ کھڑا کر دیا اور ٹانگے سے اترے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ان سے معذرت کی اور واپس چلنے کو کہا اور ان کا ٹانگہ واپس موڑا اور انہیں کہا کہ آپ ٹانگے پر بیٹھ جائیں اور میں آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلتا ہوں۔ بہرحال مہمان بھی شرمندہ ہوئے اور ٹانگے پر نہ بیٹھے بلکہ پیدل ہی چلتے رہے۔ آخر جب لوگ واپس لنگر خانے آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے خود ان کا سامان اتارنا شروع کیا۔ اس کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس پر وہ خدام جو پہلے ہی شرمندہ ہو رہے تھے فوری طور پر آگے بڑھے اور ان مہمانوں کا سامان اتارا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت تک وہاں موجود رہے جب تک کہ ان کی رہائش اور کھانے کا تسلی بخش انتظام نہیں ہو گیا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 56-57 روایت نمبر 1069)

(خطبہ جمعہ 2 اگست 2019ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بوقتِ سجدہ شہادت کا پی لیا وہ جام

بوقتِ سجدہ شہادت کا پی لیا وہ جام
بھلا سکے گی نہ امت بھی کربلا کی شام

یہی ہے ظلم کی برچھی کا آخرش انجام
یزید ظالم و جابر تھا، پا سکا نہ دوام

شہید ہوکے یوں دائم رہے گا نامِ حسین
کہ اب بھی ابن علی کو پہنچ رہے ہیں سلام

جھکا نہ سر وہ کبھی کفر کے مقابل پر
وہ جن کو پیاس کی شدت بنا سکی نہ غلام

بلا کی پیاس تھی، بارش مگر تھی تیروں کی
تھا صبر ایسا کہ حیراں ہوئی یہ دنیا تمام

جبیں تھی سجدہ میں، نیزے کی نوک گردن پر
یوں کوچ کرکے ملا خلد میں بھی اعلیٰ مقام

پڑھیں درود یوں کثرت سے ان پہ بھیجیں سلام
ہے پیارے آقا کا اس ماہ میں یہی پیغام

سو کیوں بیاں نہ کرے منقبت حسین کی منّن!
تھے آپ دین کے شیدا محافظِ اسلام

منصورہ فضل منّن۔ قادیان

نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے

خلفائے احمدیت اور لجنہ اماء اللہ کی مساعی

حضرت مسیح موعودؑ مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ’’اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 133)

قارئین! حضرت مسیحِ موعود مہدئ الزماں علیہ السلام جب اپنا کام ختم کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے حضور حاضر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق دوسری قدرت کا اظہار کر دیا۔ یعنی خلافت کا سلسلہ چلا دیا، دوسری قدرت کا پہلا مظہر حضرت مولوی الحاج حکیم نور الدینؓ قرار پائے۔ آپ کا وجود عشقِ خدا، عشقِ محمدؐ اور عشقِ قرآن میں بھیگا ہوا تھا۔ اپنے دورِ خلافت کے چھ سالوں میں آپ نے پوری جماعت بشمول عورتوں اور بچوں کی تربیت کے لئے ایسے کام کئے جن کی وجہ سے جماعت کو ایک ڈھارس ملی۔ قلیل وقت میں مسیح الزماںؑ کے یارِ غار نے جماعت کے مرد و زن کو اپنے امامؑ کی تقلید میں خدا سے محبت کے سنہری اصول سکھائے اور جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ پہلے زمانہ خلافت کے بعد جبکہ جماعت کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا تھا، ضرورت تھی کہ مرد حضرات کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم کے تحت لاتے ہوئے کوئی ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔ دراصل حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ

’’اگر تم پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔‘‘

(الفضل 29/ اپریل 1944ء)

اس سلسلے میں خلافت ثانیہ نے ایک انقلابی قدم اٹھاتے ہوئے جماعت کی خواتین کو ایک بندھن میں باندھ دیا۔ جو اس زمانہ سے لے کر آج تک ہے اور ان شا اللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ جس کا نام لجنہ اماءِ اللہ رکھا گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ اور احمدی خواتین کی تنظیم

1922ء تا 1965ء

1914ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو مسیح الزماںؑ کا موعود صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمودؓ دوسرے خلیفہ کے روپ میں عطا کیا۔ موعود مسیحؑ کا، موعود صاحبزادہ جو حضرت مسیحِ موعودؑ کو ایک عظیم الشان پیشگوئی کے بعد دیا گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا، دیگر اور بہت سے انتظامی امور کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کی خواتین کے لئے ایک ایسے کام کا آغاز کیا جس نے جماعت کی خواتین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا۔ 25 دسمبر 1922ء کا دن جماعتِ احمدیہ میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے جبکہ آپ نے لجنہ اماءِ اللہ کی عالمگیر تحریک کی بنیاد رکھی۔ یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان کی عورت طرح طرح کی ضعیف الاعتقادی کے گھن چکر میں پس رہی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی دوربین نگاہوں نے بھانپ لیا کہ جب تک اپنی جماعت کی عورت کو مضبوط نہ کیا جائے، اسے تعلیمی، ذہنی، فکری اور عملی ہر لحاظ سے ترقی کے رستے پر نہ چلایا جائے، وہ دنیا میں ترقی نہیں کرسکیں گی۔ آپ نے خواتین کے سامنے

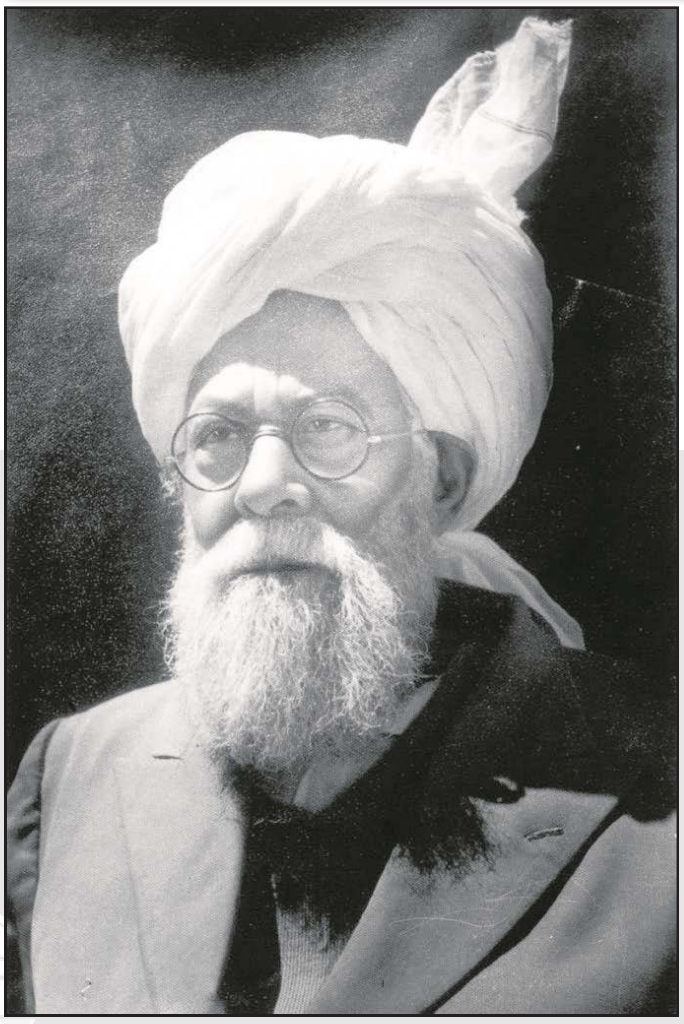

ایک ایسا تصور پیش کیا جس پر عمل کر کے احمدی خواتین ایک ایسی تنظیم کا حصہ بنیں جس کا نام حضورؓ نے ’’لجنہ اماء اللہ‘‘ رکھا۔ اس عظیم الشان تنظیم کے مقاصد اور کام کی مختصر کہانی کچھ ایسے ہے کہ، حضور نے خاندانِ مبارکہ، صحابیات، اور جماعت کی مخلص کارکنات میں سے پہلی نشست میں چودہ ممبرات کے دستخط لے کر انہیں لجنہ اماءِ اللہ کی تنظیم کا مطلب سمجھایا اور ان کے سامنے ایک لائحہ عمل رکھا۔ جس کے موٹے موٹے مقاصد میں سے چند ایک اختصار کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی قارئین کی نظر ہیں۔

حضور فرماتے ہیں۔ ’’اس کلب کے تین موٹے موٹے اغراض فی الحال تم کو بتاتا ہوں۔

1۔ آپس میں مل کر علم سیکھنا 2۔ دوسروں کو سکھانا 3۔ بچوں کی اصلاح کی طرف توجہ۔

آپ نے مزید فرمایا ’’باہم مل کر کام کرنے سے علم بہت ترقی کرتا ہے۔ جب ایک مجلس بیٹھتی ہے تو کئی نئی نئی باتیں ذہن میں آتی ہیں۔ باہم مل کر کام کرنے سے حوصلے بڑھ جاتے ہیں ... حضرت مصلح موعودؓ نے خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا علم کو استعمال کرنے کے لئے مضمون لکھو۔ مضمون لکھنے سے نئے نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

(تاریخ لجنہ جلد اوّل)

الغرض! جماعتِ احمدیہ کی خواتین کی یہ تنظیم اپنے اولوالعزم خلیفہ کی قیادت میں دھیرے دھیرے اینٹ سے اینٹ جوڑ کر ایک مضبوط عمارت بنتی چلتی گئی۔ قادیان سے تنظیم کی شاخیں پھوٹ پھوٹ کر ہندوستان کے دوسرے شہروں میں پھلنے پھولنے لگیں۔ حضورؓ کے ساتھ خواتین مبارکہ خصوصی طور پر حضرت امّاں جانؓ (حضرت اُمّ المومنین)، ان کی دو شعائر اللہ صاحبزادیاں، دوسری خواتین مبارکہ اور بہت سی ابتدائی احمدی لجنہ کی ممبرات نے اپنے خلیفہ کا ساتھ دیتے ہوئے ہندوستان کے بیشتر شہروں میں لجنہ اماءِ اللہ کی تنظیمیں جاری کیں، یعنی ہر شہر میں لجنہ کا ایک دفتر امیر جماعت کی نگرانی میں کھول کر خواتین کی ایک ممبر صدر اور اسکے ساتھ مددگار خواتین کی عاملہ بنا کر حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کے مطابق خواتین کی، تعلیمی، تربیتی اور فکری ترقی کے میدان کھلنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ محض تین برس بعد 1925ء میں سیالکوٹ میں حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت اور رہنمائی سے چندہ اکٹھا کر کے مدرسۃ البنات کی بنیاد ڈالی گئی۔ سیالکوٹ کی اچھی تعلیم یافتہ ممبرات نے اپنی خدمات مفت پیش کیں۔

(الفضل 31/مارچ 1925ء)

چونکہ حضورؓ کی زیرک نگاہوں نے اس تنظیم کو بہت آگے تک جاتا دیکھ لیا تھا، بہت جلد آپ نے لجنہ اماء اللہ کے دو گروپ بنا دیئے، سات سال سے پندرہ سال تک، ناصرات کہلائی اور سولہ سے بڑی ممبرات لجنہ اماء اللہ کا نام پا کر اپنی بچیوں (ناصرات الاحمدیہ) کی تربیت میں مصروف ہو گئیں۔ ابتدا میں ہی لجنہ ممبرات میں دو رسالہ جات کی اشاعت بھی کی گئی، ایک رسالہ تادیب النسا جو لجنہ تنظیم بننے سے پہلے ہی شائع ہو رہا تھا جس کے بانی اور پرنٹر تو مرد حضرات تھے، مگر خواتین بھی اس میں مضامین لکھا کرتیں۔ لجنہ کی تنظیم کے بعد ایک رسالہ، مصباح، کے نام سے بھی جاری کیا گیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ علمی ترقیات کے ساتھ ساتھ حضور نے لجنہ کی ممبرات کی توجہ مالی قربانی کی طرف بھی کروائی۔ حضرت امّاں جانؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تحریکِ جدید، مساجد کی تعمیر، غربا فنڈ اور دیگر بہت سے شعبہ جات میں چندے دے کر، اور جو حیثیت نہیں رکھتی تھیں انہوں نے سوت کات کات کر، مختلف چھوٹے موٹے کام کر کر کے پیسہ بنایا اور جماعت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ الغرض لجنہ اماء اللہ کی تربیت خلافتِ ثانیہ کے دور میں اس انداز سے کی جارہی تھی کہ کوئی رخنہ باقی نہ رہے اور لجنہ اماء اللہ اسلام کی بہترین مجاہدہ بنیں۔

نئے مرکز ربوہ (پاکستان) میں لجنہ اماء اللہ

یہاں تک کہ 1947ء کا وقت آ گیا۔ ہجرت کے وقت بھی حضرت مصلح موعودؓ جماعت کی اس تنظیم کو دوسرے دفاتر کے ساتھ حفاظت سے لانے اور لاہور رتن باغ میں لجنہ کی سرگرمیاں جاری رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ 1948ء میں نئے وطن میں نیا مرکز ’’ربوہ‘‘ آباد کرنے کے وقت بھی لجنہ اماءاللہ خلافت اور جماعت کا مضبوط سہارا بنی۔ پاکستان میں آ کر حضورؓ نے ہندوستان کی لجنہ پر بھی برابر توجہ رکھی، گو کہ ہجرت کے وقت چار سال تک قادیان میں خواتین نہ ہونے کے برابر تھیں مگر جب 1951ء میں حالات بہتر ہونے پر خاندانوں کو رہنے کی اجازت ملی تو اللہ کے فضل سے قادیان کی لجنہ اماء اللہ کی رونقیں اور سرگرمیاں پھر سے شروع ہو گئیں۔ ادھر ہندوستان سے باہر امریکہ، یورپ، انڈونیشیا، افریقہ، فجی، جرمنی، وغیرہ میں بھی لجنہ اماءاللہ کی مجالس کے کام شروع ہو گئے۔ ساری دنیا کا مرکز ربوہ ہی تھا۔ لجنہ کی ہر مجلس کو ربوہ سے ہی پیغامات وغیرہ جاتے تھے۔

بہت سے ایسے بے شمار پروگرام اور پراجیکٹس جس نے احمدی خاتون کو علمی و ادبی، تخلیقی، صنعتی، دینی، روحانی، معاشی، صحتِ جسمانی، اصلاحی اور معاشرتی میدان میں بلحاظ عمر، ذہنی صلاحیت اور علاقائی ذرائع کے باعزت اور آزادانہ طور پر کوشش کر کے فائدہ اٹھانے کے قابل بنا دیا۔ ان سب کے ساتھ ایک اور بہت بڑا کام جس کی بنیاد حضورؓ نے 1956ء میں رکھی اور لجنہ اماء اللہ کو ایسا تحفہ دے دیا، جو اس تنظیم کے لئے

سب سے قیمتی اور نادر ثابت ہوا۔ وہ ’’لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع‘‘ ہے۔
خلافت ثانیہ میں 1922ء سے لے کر 1965ء تک بیالیس برس احمدی خواتین کی یہ تنظیم اپنے آقا کی سرکردگی میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی ہوئی دنیا کے بیشتر ممالک میں اپنا مقام بنا چکی تھی۔ آخر حضرت مرزا بشیر الدین محمودؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوہ آ گیا۔

خلافتِ ثالثہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم

1965ء تا 1982ء

انسان فانی ہے مگر اس کے نیک کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں جن سے بہترین مقاصد مہیا ہوتے رہتے ہیں۔ لجنہ کی تنظیم کا آغاز کرنے والا اپنے کام کر کے دار فانی سے کوچ کر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بھی اکیلا نہ چھوڑا۔ جماعت کی وہ لونڈیاں جنہیں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مصلح نے ایک بندھن میں باندھ دیا تھا۔ وہ کیسے بکھر جاتیں ایسا تو الٰہی جماعت کے ساتھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ جماعت کے تیسرے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو ایسے ہی توجہ دی جیسے اس کا حق تھا۔ اس وقت لجنہ مرکزیہ کی صدر حضرت مریم صدیقہ اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (چھوٹی آپا) تھیں، 1966ء تک دنیا کے بہت سے ممالک کی مرکزی اور لوکل تنظیمیں بھی بن چکی تھیں۔ لجنہ اور ناصرات کا شعور بھی بڑھ چکا تھا، اب لجنہ کی تنظیم میں علاقائی اور مرکزی عہدیداران چننے، اور شعبہ کے حساب سے خدمات تقسیم کرنے کا کام بھی تیزی سے شروع ہوا۔ تمام دنیا میں خلافت سے منظور شدہ سالانہ لائحہ عمل، مختلف پروگرام، نصاب اور اطلاعات جایا کرتی تھیں۔ یہ سب کام دفتر لجنہ مرکزیہ کے تحت ربوہ پاکستان میں ہوتے تھے۔ اور جیسا کہ پہلے بھی بتایا جاچکا ہے کہ ان سب کاموں کی نگران صدر مرکزیہ حضرت سیدہ چھوٹی آپا تھیں۔

خلافتِ ثالثہ کے دور میں پہلا لجنہ و ناصرات کا عالمگیر اجتماع اکتوبر 1966ء میں ہوا جس میں خلیفۃ المسیح الثالثؒ دوسرے روز کے اجتماع میں لجنہ و ناصرات سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ’’لجنہ اماء اللہ کا قیام اس غرض سے ہے کہ تا احمدی مستورات اور احمدی بہنیں اپنی زندگی منظّم ہو کر اس طرح گزاریں کہ ان کے قدم ہمیشہ جنّت کی زمین کو چومنے والے ہوں اور جہنم کی زمین اور جہنم کی آگ اور اس کی تپش اور اس کی تکالیف کا جھونکا تک بھی ان تک نہ پہنچنے پائے۔ خلافتِ ثالثہ میں ہونیوالے چند انقلابی اقدام جن کا اعلان حضورؒ نے پہلے اجتماع میں اور اسکے بعد کچھ مواقع پر فرمایا، قارئین کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔
1. جماعتِ احمدیہ کے لئے اشاعتِ اسلام اور قرآنِ کریم کی اشاعت کے لئے مجاہدہ کے بہت سے میدان ہیں جن کے لئے ہر احمدی مرد اور عورت سے وقف کی قربانی مانگتے ہیں 2. اور چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر میدان میں کچھ ایسے فدائی اور جاں نثار مہیا کریں 3...... آپ ان کو ایسے رنگ میں پالیں اور تربیت دیں کہ وہ میدانِ مجاہدہ میں بے نفسی، فدائیت اور ایثار کے ساتھ کود یں 4...... اپنے بچوں کو اٹھنی ماہوار دینے کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ حضورؒ نے اس موقعہ پر قرآن کریم سیکھنے سکھانے سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے قابل بنانے کے متعلق بھی اپنی مہم کا ذکر فرمایا 5. حضورؒ نے مزید فرمایا: اپنی زندگیوں میں سے ان رسوم کو اور بد عادات کو یکسر اور یک قلم مٹادیں۔ 6. تمہاری زندگی میں کوئی اسراف نہیں ہونا چاہئے۔ (تاریخ لجنہ جلد سوم، صفحہ 410-411) اس سے آئندہ برسوں میں بھی حضورؒ نے بارہا لجنہ کو قرآن پاک ناظرہ، باترجمہ اور باتفسیر سیکھنے اور سکھانے پر زور دیا۔

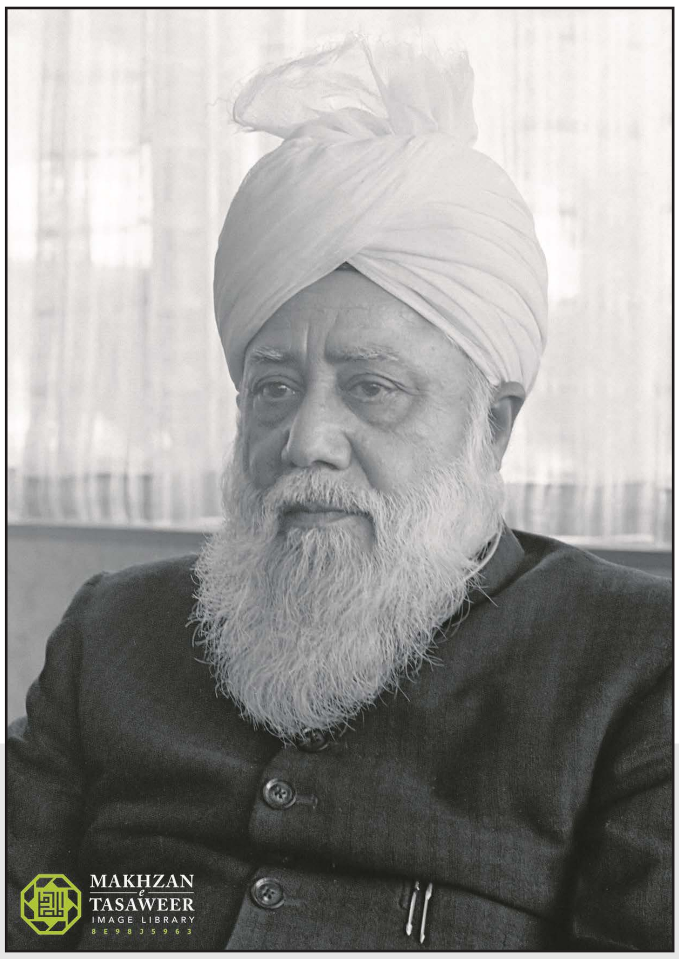

لجنہ اماء اللہ کے چندہ سے مسجد نصرت جہاں کی تعمیر

چونکہ 1964ء میں خلافت ثانیہ کے پچاس سال پورے ہوئے اس موقعہ پر حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے اظہارِ تشکر کے لئے ایک مسجد تعمیر کروانے کے لئے دو لاکھ روپے جمع کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔ چنانچہ اس رقم سے خلافت ثالثہ میں مسجد نصرت جہاں (ڈنمارک) کی تعمیر کی گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناصرات کو قرآن حفظ کرنے کی تحریک کی۔ افرادِ جماعت کے ساتھ لجنہ کو بھی سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات یاد کرنے کی تحریک کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں بہت سے بیرون از پاکستان دورے کئے گئے۔ جن میں، مغربی افریقہ، امریکہ، ماریشس، سویڈن، ڈنمارک، ناروے، انگلینڈ کے ممالک شامل ہیں۔ حضورؒ جس ملک میں بھی گئے لجنہ کے ساتھ خصوصی خطاب فرمائے اور لجنہ اماء اللہ کو بد رسوم سے دوری، قرآن سیکھنے اور سکھانے پر بچوں کی تربیت اور پردے پر بھرپور نصائح فرمائیں۔ بہت سی جگہوں پر حضرت حرم محترمہ، بیگم صاحبہ مرحومہ نے بھی تقاریر کیں اور لجنات کو نصائح فرمائیں۔

خلافتِ ثالثہ میں لجنہ کی مساعی کے سلسلے میں دو نمایاں کارنامے

پہلا کارنامہ 1971ء میں خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لجنہ کو افواجِ پاکستان کے لئے روئی کی صدریاں تیار کرنے کا حکم دیا اور دوسرا ربوہ میں خواتین کے کالج جامعہ نصرت کے سائنس بلاک کا افتتاح تھا جو کہ لجنہ کی تنظیم کے پچاس سال ہونے پر کیا جانا تھا۔ حضورؒ کی تحریک پر اس کا آدھا خرچ لجنہ نے ادا کرنا تھا۔ یہ کام بھی حسن وخوبی سے انجام پا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چونکہ بیرون از پاکستان بہت سے برِّ اعظموں اور ممالک کے دورے کئے، جہاں دوسرے احبابِ جماعت کے علاوہ لجنہ کی تنظیم اور لجنہ کی انفرادی طور پر ممبرات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں، یہ ملاقاتیں ازدیادِ یقین اور ایمان کے لئے بہت مؤثر رہیں۔ دوسری اقوام کی لجنات اور بچیوں کا خلافت سے تعلق کا ایک نیا باب کھلا، باہمی ملاقاتوں سے پاکستان اور ہندوستان آنے کے لئے حوصلے بلند ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

خلافتِ رابعہ اور لجنہ اماء اللہ

1982ء تا 2003ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو جب خدا سے بلاوہ آ گیا تو، ان کی جگہ بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک اور صاحبزادے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کو جماعتِ احمدیہ کے چوتھے مظہر کے طور پر بھیج دیا۔ ابھی آپ کو خلافت کی ذمہ داری سنبھالے ایک برس بھی نہیں گزرا تھا کہ پاکستان کے آمر صدر نے احمدیوں کے لئے ایک ظالمانہ ایکٹ بنا کر جماعت کے لئے تبلیغی طور پر ہر رستہ مسدود کر دیا۔ حالات انتہائی مخدوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو درست وقت پر درست فیصلہ کرنے کی توفیق دی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی فیملی اور عملے کے ساتھ ملک چھوڑ دیا۔ برطانیہ میں رہائش اختیار کی گئی، گویا اب خلافت کا مرکز بیت الفضل لندن بن گیا۔ برطانیہ کی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اللہ کے فضل سے بہت پرانی اور مخلص ہے۔ 1985ء میں یہاں لجنہ کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی خلافت کا باقی انیس سال کا عرصہ برطانیہ میں ہی گزارا۔ برطانیہ کی لجنہ اور ممبرات ماشاء اللہ اس وقت بھی بہت چست اور فدائی تھیں۔ لجنہ نے خلافت کے ساتھ اطاعت اور وفاداری کی تاریخی مثالیں قائم کی ہیں۔ کچھ عرصہ لجنہ مرکزیہ کا نظام ربوہ، پاکستان سے ہی چلتا رہا۔ 1989ء میں لجنہ اماء اللہ کا ایک طرح سے نیا دور شروع ہوا۔

وہ اس طرح کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مرکزی صدر پاکستان کو پاکستان کی صدر بنا دیا، اور عالمگیر لجنہ کا شعبہ اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اس دور میں لجنہ کا کام بہت زیادہ جوش سے شروع کیا گیا۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی میں 1992ء میں خواتین سے خطاب میں فرمایا۔ ’’میں نے اپنے دور میں جو تحریکیں کی ہیں، ان کے نتیجے میں میں جانتا ہوں کہ اتنی عظیم الشان قربانیاں احمدی خواتین نے کی ہیں، اور خاموشی کے ساتھ کی ہیں، بعض دفعہ ان کے خط پڑھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو آجایا کرتے تھے، میں دعا کیا کرتا تھا کہ کاش میری اولاد میں سے بھی ایسی بیٹیاں ہوں۔ جو اس شان کے ساتھ اس پیار کے ساتھ اللہ کے حضور اپنا سب کچھ پیش کر دینے والی ہوں۔‘‘

خلافتِ رابعہ میں تراجم کی طرف خاص توجہ تھی۔ مختلف زبانوں میں لجنہ نے مسلسل رواں ترجمہ کی طرف توجہ دی نوجوان لڑکیوں اور بڑی عمر کی لجنہ نے بھی رواں خطابات اور خطبات کا ترجمہ کرنے میں محنت اور لگن سے مہارت حاصل کی اور جماعت کی خدمت میں لگی رہیں۔ بہت سی کتب، تفسیر القرآن اور قرآن کے جزوی طور پر تراجم کرنے کی سعادت لجنہ کے حصہ میں آئی۔ امریکہ کی خواتین کی ایک ٹیم کو حضور نے دیباچہ تفسیر القرآن کا انڈیکس تیار کرنے کا کام دیا جس کی قیادت عائشہ شریف صاحبہ نے کی، اور ماشا اللہ اس کام کو خلیفہ وقت کی ہدایت اور خواہش کے مطابق پورا کر کے دکھایا۔ پرتگالی زبان میں ایک خاتون محترمہ امینہ صاحبہ (برازیل) نے صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلے میں شاندار کام کرنے کی مثال قائم کی اور پرتگالی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ مکمل کیا جو شائع بھی ہو چکا ہے۔ اس

عظیم کام پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان خاتون کو پہلی احمدی مشنری خاتون کے لقب سے نوازا۔ لجنہ غانا کے متعلق بھی حضورؒ نے فرمایا کہ ''میں غانا لجنہ کے اس کام سے بہت خوش ہوں بہت عمدگی سے لجنات اور بچوں کی خدمت کر رہی ہیں۔خصوصاً غانا میں مشرق سے لے کر مغرب تک یہ کام ہو رہا ہے'' (محسنات صفحہ 53-54) قرآن کریم کے تراجم کے علاوہ رواں خطبات اور خطابات کے تراجم، اردو کلاسز، ہومیوپیتھی کلاسز، ترجمۃ القرآن کلاسز کا انعقاد کر کے حضورؒ نے خواتین کو برابر کا حصہ اور وقت دیا، ہومیوپیتھی کتاب کی تصنیف بھی حضورؒ کے ارشاد پر لجنہ لندن نے کی۔ خلافتِ رابعہ میں وقفِ نو کی تحریک کا اعلان کیا گیا۔ جس میں نو بیاہتا بچیاں اور دیگر خواتین نے جماعت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو وقفِ نو کی تحریک میں شامل کیا۔ اس تحریک کے ذیل میں سینکڑوں بچیاں وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ خلافتِ رابعہ کے اور بہت سے احسانات کے ساتھ لجنہ اماء اللہ پر ایک اور بڑا احسان مریم شادی فنڈ کی تحریک کا ہے۔ اس تحریک سے سینکڑوں بچیوں کے جہیز بنائے گئے۔ اللہ کے فضل سے یہ کام ہمیشہ جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے خلیفہ کو اَعلیٰ عِلیّین میں جگہ دے۔

خلافتِ خامسہ کا تاریخ ساز دور اور لجنہ اماء اللہ

اللہ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ پر دوسری قدرت کے پانچویں مظہر کا سایہ ہے۔ لجنہ اماء اللہ تمام دنیا میں ایک مضبوط تنظیم بن کر دو سو سے زیادہ ممالک میں پھیل چکی ہے، جو قدم قدم چلتے چلتے ایک ادارہ بن چکی ہے۔حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی توجہ مسلسل اس ادارے کے ساتھ ہے۔ وہ بچیاں جو خلافتِ رابعہ کی تحریک سے وقفِ نو بنیں اور بن رہی ہیں ان کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اب ان بچیوں کی ساری ذمّے داری خلافتِ خامسہ کے کاندھوں پر ہے۔ مسلسل نظام کے تحت ان سے رابطہ اور انکو آئندہ زندگی کے لئے guide بھی کیا جاتا ہے۔ اور ان کی تعلیم و تربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور پیشہ کا انتخاب بھی خلیفہ کے مشورے اور اجازت سے کیا جاتا ہے۔ اب تک کی جو تحریکات جاری ہو چکی ہیں، ان کو احسن طریق سے جاری رکھنا اور ترقی دینا بھی حضور انور کے عظیم کاموں میں سے ایک ہے۔ لجنہ اور واقفاتِ نو بچیوں کے رسالہ جات کا اجرا کیا گیا، حضور انور نے لجنہ اور ناصرات کے لئے ترتیل القرآن آن لائن کا اجرا بھی کیا تا کہ دور دراز کے ممالک میں بیٹھی لجنہ مربیان سے ترجمہ اور ترتیل سیکھ سکیں۔حضور انور نے لجنات کو انفرادی اور ذاتی کتب لکھنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

حضور انور کا COVID-19 کے دوران لجنہ سے رابطہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ برطانیہ اور دنیا بھر کی لجنہ و ناصرات کے ساتھ ہمیشہ سے ہی شفیق باپ والا سلوک رکھا۔ بذریعہ خطوط بھی اور ملاقات بھی، خصوصاً چھوٹی عمر کی لجنہ جن کو اپنی زندگی کے فیصلوں کے لئے خلیفہ وقت کی راہنمائی اور نصائح کی ضرورت ہوتی ہے۔حضور انور نے COVID-19 کے دنوں میں دنیا بھر کے بیشتر ممالک سے لجنہ و ناصرات کی آن لائن سوال و جواب کی میٹنگز کیں۔ لجنات و ناصرات کے لئے ایسے حالات میں اپنے پیارے خلیفہ سے ملاقات ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں تھی۔

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں ''نئی نسل کی تربیت کی ذمے داری ماؤں پر ہوتی ہے۔ بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی یہ ذمے داری شروع ہو جاتی ہے کیونکہ جب بچے کی پیدائش کی امید ہو مائیں اگر اس وقت سے ہی دعائیں شروع کر دیں اور ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں شروع کر دیں تو پھر وہ دعائیں اس بچے کی تمام زندگی تک جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اس کا ساتھ دیتی ہیں'' (خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ 2004ء) حضور ایدہ اللہ نے لجنہ کے لئے بہت سی تربیتی تحریکات کا اعلان کیا ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

غریب بچیوں کی شادی کے لئے امداد کی تحریک 3 جون 2005ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے غریب بچیوں کی شادی کے اخراجات کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا ''جو لوگ باہر کے ملکوں میں ہیں اپنے بچوں کی شادیوں پر بے شمار خرچ کرتے ہیں۔ اگر ساتھ ہندوستان، پاکستان اور دوسرے غریب ممالک کی بچیوں کے لئے کوئی رقم مخصوص کر دیا کریں تو یہ ایسا صدقہ جاریہ ہو گا جو ان کے بچوں کی خوشیوں کا ضامن ہو گا''

بد رسوم ترک کرنے کی تحریک

''عورتوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے علاقہ یا ملک کی رسموں کے پیچھے نہ چل پڑیں۔ بلکہ جہاں بھی ایسی رسمیں دیکھیں، جس میں ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ ہوتا ہو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے'' ان کے علاوہ حضور نے لجنہ اماء اللہ کو شادی بیاہ کے موقعہ پر لغویات سے بچنے کی تحریک اور جادو اور ٹونے ٹوٹکے سے بچنے کی تحریکات بھی کیں۔ گزشتہ ربع صدی میں بہت سی مساجد کی تحریک کی گئی ان میں سے چند ایک کا ذکر جا رہا ہے۔

ناروے کی مسجد (بیت النصر)

ناروے میں ایک مسجد کے لئے جگہ خریدی گئی مگر کچھ وجوہات کی بنا پر

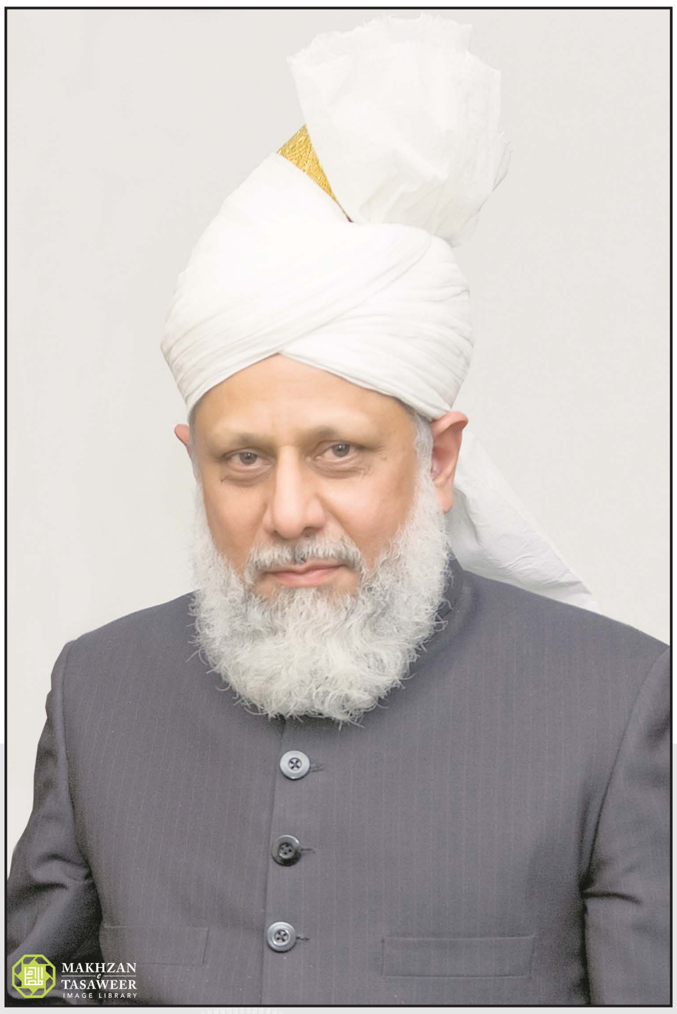

اس پر کام نہیں ہو رہا تھا۔حضور نے ستمبر 2005ء کو ناروے میں ایک خطبہ میں احباب جماعت کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یاد رکھیں اگر آج آپ نے یہ موقع ضائع کر دیا تو آج نہیں تو کل جماعت احمدیہ کی کئی مساجد اس ملک میں بن جائیں گیں۔ لیکن احمدیت کی آئندہ نسلیں اس جگہ سے گزرتے ہوئے اس طرح یاد کریں گیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت کو مسجد بنانے کا موقعہ ملا۔ لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنی ذمے داریوں کو ادا نہ کیا۔''

(الفضل 14 فروری 2006ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کی بات میں اتنا اثر ڈالا کہ ناروے کی لجنہ جو اس وقت محض چار سو کے لگ بھگ ہو گی اور ان میں سے جاب کرنے والی ممبرات کُل تجنید کی نصف سے بھی کم ہونگیں نے حضور کے اس فرمان کو چیلنج سمجھ کر قبول کیا، ایسے جیسے لجنہ اماء اللہ ناروے کے دل و دماغ میں کرنٹ دوڑ گئی ہو۔ بحیثیت ناروے لجنہ کی ممبر ہونے کے ناطے خاکسار کہ سکتی ہے کہ کون ممبر ہو گی جس نے اپنا زیور نہیں دیا، نو بیاہتا لڑکیوں نے اپنا سارے کا سارا زیور مسجد کے لئے دے دیا، صرف یہی نہیں سال بھر میں مختلف قسم کے پروگرامز کر کے کھانے بنا، بنا کر بیچے۔ لجنہ اماء اللہ کی قربانیاں اور محنتیں رنگ لے آئیں اور 2010ء میں اللہ کے فضل سے مسجد مکمل ہو گئی۔جس کا افتتاح حضور نے اگست 2010ء میں کیا۔

برلن کی مسجد اور حضور انور کا لجنہ برلن کو تحریک

12 جنوری 2007ء بروز جمعہ حضور نے برلن کی مسجد خدیجہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''1923ء میں جب مسجد برلن بنانے کی تحریک کی گئی تھی تو لجنہ اماء اللہ نے رقم جمع کی تھی۔ جب جرمنی کی لجنہ کو یہ علم ہوا کہ پہلی برلن مسجد بنانے کے لئے جو کوشش ہو رہی تھی وہ بھی لجنہ کی قربانیوں سے ہی بننا تھی تو لجنہ جرمنی نے کہا کہ ہم اس مسجد کا خرچ برداشت کریں گیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے... حضور نے مزید فرمایا کہ اس مسجد کا نام مسجد خدیجہؓ رکھا گیا... پس جہاں یہ مسجد احمدی عورت کو قربانی کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دلانے والی بنی رہے۔ وہاں دُنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والی بنی رہے''۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و خلیفہ کو صحت والی عمر عطا کرے آمین۔

فائقہ بشریٰ

صحابیات رسولؐ کی قربانیاں ممبرات کے لئے مشعل راہ

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَلَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (النحل:98)۔مرد یا عورت میں سے جو بھی نیکیاں بجالائے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو اُسے ہم یقیناً ایک حیاتِ طیّبہ کی صورت میں زندہ کر دیں گے اور انہیں ضرور اُن کا اجر اُن کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

قرآن کریم سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مذہب کی تاریخ میں عورت کا بڑا مقام ہے اور عورت کے قابل تعریف کاموں کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے اور بیان فرمایا ہے اور انہی قابل تعریف اور اہم کاموں کی وجہ سے عورت کو ان انعامات میں حصہ دار بنایا گیا ہے جن کاموں کی وجہ سے مرد اس کے اجر کے حقدار ٹھہرائے گئے ہیں یا نوازے گئے ہیں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء کے موقع پر حضور انور کا مستورات سے خطاب)

اگر ہم قرون اولیٰ کی عورتوں پر نظر دوڑائیں تو کہیں ہمیں حضرت ہاجرہؑ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا اپنے بیٹے کی قربانی کرتی نظر آتی ہیں، کہیں حضرت موسیٰؑ کی والدہ اپنے جگر گوشے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا میں ڈالتی ہیں، تو کہیں حضرت مریمؑ کا وسعت حوصلہ ہے ان کو ستایا جاتا ہے ان کے سامنے ان کے بیٹے کو اذیتیں دی جاتی ہیں۔قرآن نے ان سب عورتوں کی قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔ آنحضورؐ کے زمانے میں بھی صحابیات نے قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ان میں قربانی کا جذبہ مردوں سے کسی طرح بھی کم نہیں تھا۔ اوراقِ تاریخ نے ان کی قربانیوں کو محفوظ کیا ہے۔

ایک عورت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مرد ہم سے زیادہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کہ وہ جہاد میں شامل ہوں اور ہم نہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے تم بھی شامل ہو جاؤ۔ آپؐ نے اس کو انکار نہیں کیا۔ چنانچہ جب وہ شامل ہوئیں اور اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح ہوئی تو باوجود مردوں کے یہ کہنے کے،صحابہ کے یہ کہنے کے کہ اس نے تو جنگ میں اتنا حصہ نہیں لیا جتنا ہم نے لیا ہے اور ہم لڑے ہیں اس لئے اس کو مال غنیمت میں حصہ دینے کی ضرورت نہیں ہے آپؐ نے فرمایا نہیں اس کو بھی مال غنیمت میں حصہ دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد یہ طریق بن گیا کہ مرد جب جہاد پر جائیں تو مرہم پٹی کے لئے عورتیں بھی ساتھ جائیں۔غرض کہ عورتوں نے باہر نکل کر جہاد بھی کیا اور تمام خطرات کے باوجود مردوں کے ساتھ متفرق ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جہاد میں جاتی بھی تھیں۔ بلکہ یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ فنونِ جنگ کی بھی انہوں نے تربیت حاصل کی۔

(ماخوذ از قرونِ اولیٰ کی نامور خواتین اور صحابیات کے ایمان افروز واقعات،
انوار العلوم جلد 21 صفحہ 617-618)

آج صحابیات رسولؐ جو اہلِ بیت میں سے ہیں کی قربانیوں کا ذکر کرنا مقصود ہے، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ وفاداری، عقیدت و محبت کی حیرت انگیز نظیریں قائم کیں۔ دین کے لیے بڑی قربانیاں پیش کیں،تکالیف برداشت کیں اور محاذ جنگ پر مختلف خدمات سرانجام دیں۔

حضرت زینب بنت خزیمہؓ

حضرت زینب بنت خزیمہؓ بن حارث ہلالیہ کا تعلق قبیلہ بنی ہلال بن عامر سے تھا۔ آپ نے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور شعب ابی طالب میں محصور ہونے والے مسلمانوں کے ساتھ آپ نے بھی اپنے پہلے شوہر عبیدہ بن الحارث کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

آپ ہجرت مدینہ کے بعد وفات پانے والی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں۔

الٰہی تقدیر کے مطابق انہیں چند ماہ رسول اللہؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود آنحضورؐ کی مزاج آشنا اور کامل فرمانبردار تھیں اور آنحضورؐ کی خاطر ذاتی خواہشات کو قربان کرنے والی تھیں چنانچہ قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت سے روایت ہے کہ میں ایک روز آنحضورؐ کی زوجہ حضرت زینب بنت خزیمہؓ کے پاس بیٹھی تھی اور ہم ان کے کپڑے رنگنے کے لیے سرخ مٹی تیار کر رہے تھے اس دوران آنحضورؐ ان کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔ آپ کپڑے رنگ کرنے کے اہتمام کے لیے رنگنے والی سرخ مٹی دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے دروازے سے ہی واپس تشریف لے گئے۔حضرت زینبؓ نے یہ دیکھا تو سمجھ گئیں کہ رسول اللہؐ نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت زینبؓ نے پانی لے کر ان کپڑوں کو دھو لیا جس سے تمام سرخ رنگ صاف ہو گیا۔ کچھ دیر بعد آنحضورؐ دوبارہ تشریف لائے، اور کمرے کا جائزہ لیا تو رنگنے والی سرخ مٹی وغیرہ موجود نہیں تھی چنانچہ آپ اندر تشریف لے آئے۔

(المعجم الکبیر الطبرانی جلد 24 صفحہ 57 موصل)

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت زینبؓ اپنے کپڑے گیری میں رنگنے لگیں آنحضرتؐ باہر سے تشریف لائے اور کپڑے رنگتے ہوئے دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔حضرت زینبؓ تاڑ گئیں کہ آپؐ کس بات کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں۔ ہادیوں کے گھر میں ہر وقت الٰہی رنگن چڑھی رہتی ہے۔ جس کا ذکر صِبۡغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً (البقرۃ:139) میں ہے۔ یہ رنگینیاں اس کے مقابل میں کیا چیز ہیں۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بناوٹ، زیور اور لباس سے خوش نہیں ہوتا بلکہ نیک بیبیوں کی بناوٹ اور زیور ان کے نیک عمل ہیں۔

(خطابات نور صفحہ 226)

حضرت فاطمہؓ

حضرت فاطمہؓ آنحضورؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے مقام کے بارے میں آنحضورؐ نے فرمایا:

فاطمہؓ اِس اُمت کی عورتوں، تمام جہانوں کی عورتوں، بہشت میں جانے والی عورتوں اور ایمان لانے والی عورتوں کی سردار ہیں۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 293)

فاطمہؓ کی رضا سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 292)

اسی طرح فرمایا ''فاطمہؓ میرے جسم کا حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔''

(تذکار صحابیات صفحہ 143)

حضرت فاطمہؓ کو بچپن سے نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ کم سنی میں ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ شفیق باپ کے زیر سایہ زندگی شروع ہوئی تو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے رسول اللہؐ کو دی جانے والی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کبھی آپ کے گھر کے سامنے کوڑا کرکٹ اور غلاظت پھینک دی جاتی کبھی اپنے والد کے جسم مبارک کو پتھروں سے لہولہان دیکھا تو کبھی مشرکوں نے آپ کے والد بزرگوار کے سر میں خاک ڈال دی۔ مگر اس کم سنی کے عالم میں بھی حضرت فاطمہؓ نڈر ہو کر اپنے بزرگ باپ کی مددگار بنی رہیں۔

ایک دفعہ رسول کریمؐ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی بھی صحن کعبہ میں مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ان سرداروں میں سے کسی ظالم نے مشورہ دیا کہ فلاں محلہ میں جو اونٹنی ذبح ہوئی ہے کوئی جاکر اس کی بچہ دانی اٹھا لائے اور محمدؐ جب سجدہ میں جائیں تو ان کی پشت پر رکھ دے۔ ان میں سے ایک بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اونٹنی کی گند بھری بچہ دانی اٹھا لایا اور دیکھتا رہا جونہی نبی کریمؐ سجدہ میں گئے اس نے غلاظت بھرا وہ بوجھ آپؐ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ رسول کریمؐ سجدہ کی حالت میں رہے بوجھ کی وجہ سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور آپؐ کی پشت سے وہ غلاظت کا بوجھ ہٹایا۔ تب آپؐ نے سجدے سے سر اٹھایا۔

ایک مرتبہ کسی بدبخت نے آپؐ کے سر پر خاک ڈال دی۔ رسول کریمؐ گھر تشریف لائے۔ آپؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ مٹی بھرا سر دھوتی اور ساتھ روتی جاتی تھیں۔ رسول اللہؐ انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا بیٹی! رونا نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا محافظ ہے۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 277-278)

حضرت فاطمہؓ کو معاشی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس معاشی تنگی کے پیش نظر آپؐ اس نئے جوڑے کو قناعت اور صبر و دعا کی تلقین بھی فرماتے تھے۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلا کر سمجھایا کہ خدا کی محبت میں ترقی کرو۔ اللہ خود تمہاری ضرورتیں پوری فرمائے گا۔ تم خدا کو نہ بھولو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا۔ اپنی لخت جگر حضرت فاطمہؓ کے حالات دیکھ کر ان کے لیے رسول اللہؐ نے یہ دعا بھی کی کہ کبھی ان کو بھوک کی تکلیف نہ آئے۔ فاطمہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد کبھی مجھے بھوک کی تکلیف نہیں پہنچی۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 282)

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنت ہبیرہ نامی ایک خاتون نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ نبی کریمؐ اپنی لاٹھی سے ان کو ہلاتے جاتے تھے اور فرمانے لگے کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اللہ تمہارے ہاتھ میں آگ کی انگوٹھیاں ڈال دے؟ اس نے حضرت فاطمہؓ کے پاس آ کر اس بات کا شکوہ کیا۔

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ ادھر میں نبی کریمؐ کے ساتھ روانہ ہو گیا، نبی کریمؐ گھر پہنچ کر دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اجازت لیتے وقت آپؐ کا یہی معمول تھا۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ میں سونے کی ایک لڑی تھی اور وہ اس خاتون سے مخاطب تھیں کہ یہ سونے کی لڑی دیکھو جو مجھے ابوالحسن نے تحفہ دیا ہے، دریں اثناء نبی کریمؐ گھر میں داخل ہوئے اور

فرمایا، اے فاطمہؓ! بات انصاف کی ہونی چاہیے۔ کل کلاں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ کی صاحبزادی فاطمہؓ کے ہاتھ میں آگ کی لڑی ہے۔ پھر آپ نے انہیں ملامت کی اور وہاں رکے بغیر ہی واپس تشریف لے گئے۔ تب حضرت فاطمہؓ نے وہ سونے کی لڑی فوراً فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔ نبی کریمؐ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپؐ نے خوش ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے فاطمہؓ کو آگ سے نجات دی۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 283-284)

حضرت فاطمہؓ نے غزوات میں بھی رسول اللہؐ کے ساتھ شریک ہو کر آپؐ کی خدمت کی توفیق پائی۔ غزوۂ احد میں آنحضورؐ کا چہرہ مبارک زخمی اور لہولہان ہوا تو حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے آپؐ کی مرہم پٹی کی۔

حضرت ام کلثومؓ

اسلام کے ابتدائی مخالفت کے زمانے میں حضرت ام کلثومؓ اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ شعب ابی طالب کی گھاٹی میں رہیں۔ آپ نے یہ اڑھائی تین سال کا عرصہ بہت صبر کے ساتھ گزارا۔

حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ابو لہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ چنانچہ حضورؐ کے اعلان نبوت کے بعد ابو لہب اور ام جمیل نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو مجبور کیا کہ چونکہ رقیہؓ اور ام کلثومؓ اب بے دین ہو گئیں ہیں اس لیے تم انھیں طلاق دے دو۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 270)

شعب ابی طالب کی مشکلات اور طلاق کی تکلیف کے بعد حضرت ام کلثومؓ کو اپنی والدہ کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ آنحضورؐ کی مدینہ ہجرت کے وقت حضرت ام کلثومؓ اپنی بہن حضرت فاطمہؓ کے ساتھ مکہ میں ہی تھیں آپ نے یہ وقت بہت استقلال اور بہادری کے ساتھ گزارا۔ اور اس کے بعد حضورؐ نے اپنے صحابی حضرت ابو رافعؓ اور زید بن حارثہؓ کو مکہ روانہ کیا تا کہ وہ دونوں حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ اور آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت سودہؓ کو ہمراہ لے آئیں۔ آپ نے زندگی میں پہلی مرتبہ اتنے لمبے سفر کی مشکلیں برداشت کیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت ام کلثومؓ)

حضرت رقیہؓ

حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ سے تین سال چھوٹی تھیں۔ حضرت رقیہؓ آنحضورؐ کی اکلوتی صاحبزادی تھیں جنہوں نے اسلام کی پہلی ہجرت کی توفیق پائی۔

رسول اللہؐ کے دعویٰ نبوت سے قبل ابولہب کے بیٹے عتبہ سے حضرت رقیہؓ کا نکاح ہوا لیکن دعویٰ نبوت کے بعد جب آیت تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹے کو کہا اگر تم نے اس (محمدؐ) کی بیٹی کو طلاق نہ دی، تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں۔ چنانچہ اس نے رسول اللہؐ کی صاحبزادی رقیہؓ کو رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی۔

(الطبقات الکبریٰ طبقات ابن سعد جلد 8 صفحہ 36)

نبوت کے پانچویں سال جب کفارِ مکہ کے مظالم کی وجہ سے پہلی ہجرت یعنی ہجرت حبشہ کا واقعہ پیش آیا اس میں حضرت رقیہؓ نے بھی حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت رقیہؓ بنت محمدؐ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مکہ سے حبشہ ہجرت کی۔ یہ ہجرت 5 نبوی میں ہوئی۔ آنحضرتؐ نے آپ کی حبشہ ہجرت پر فرمایا: ’’ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔‘‘

(تذکار صحابیات صفحہ 122)

ہجرت حبشہ میں حضرت رقیہؓ کو جو مصائب برداشت کرنے پڑے اس میں ایک بڑا صدمہ یہ پیش آیا کہ آپؓ کا ایک بچہ اسقاط حمل سے ضائع ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت رقیہؓ کے ایک اور صاحبزادے عبداللہ پیدا ہوئے لیکن کم عمری میں فوت ہو گئے۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 267)

آپؓ اپنے والدین نیز دوسرے گھر والوں سے جدائی کا زخم لئے، دوبارہ ملنے کی امید میں صبر سے وقت گزارتی رہیں۔ مگر 11 رمضان المبارک ہجرت مدینہ سے تین سال قبل حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوگیا پھر مکہ میں دوبارہ حضرت رقیہؓ کو اپنی والدہ کے ساتھ رہنا نصیب نہ ہوا۔

حضرت رقیہؓ کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے اسلام کی خاطر قربانیوں کی توفیق پائی، آپ نے صبر و استقامت سے زندگی گزاری، تکالیف کے ساتھ خدائی نصرت اور انعامات آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کا ایک عظیم نشان فرزندگان ابولہب کی ذلت و خواری تھی جنہوں نے محض آپ کے قبول اسلام کی وجہ سے آپ سے رشتہ توڑا۔ پھر حضرت عثمانؓ سے آپ کا رشتہ جڑا۔ غرض خدا کی راہ میں کی گئی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت رقیہؓ)

حضرت زینبؓ بنت محمدؐ

حضرت زینبؓ حضرت محمد ﷺ کی سب صاحبزادیوں میں سے بڑی تھیں۔ جب حضورؐ کو نبوت عطا ہوئی تو حضرت زینبؓ نے اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ اور بہنوں کے ساتھ ہی رسول اللہؐ کی تصدیق اور قبولِ اسلام کی سعادت پائی۔

(طبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 37)

آنحضرت ﷺ نے حضرت زینبؓ کے متعلق فرمایا یہ میری بیٹیوں میں سے سب سے افضل ہے کیونکہ اس کو میری وجہ سے تکلیفیں پہنچی ہیں۔

حضرت زینبؓ مدینہ ہجرت کے لیے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں۔ ساتھ ان کے دیور کنانہ بن ربیع بھی تھے۔ جب کفار کو حضرت زینبؓ کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو اہل مکہ اُن کے پیچھے نکلے اور ذی طویٰ میں ان کو گھیر لیا۔ ان میں ایک شخص ہبار بن اسود نامی تھا۔ اس نے حضرت زینبؓ پر حملہ کیا۔ وہ اونٹ سے زمین پر گر پڑیں انہیں سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہوگیا۔

(ماخوذ از تذکار صحابیات صفحہ 117-118)

حضرت زینبؓ نے آخر دم تک اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کیں۔ وفات کے وقت وہی زخم تازہ ہو گئے تھے جو واقعہ ہجرت میں انہیں پہنچے تھے۔ آپ کی وفات بھی راہ مولیٰ میں تکالیف کی وجہ سے ہوئی، رسول اللہؐ نے انہیں شہیدہ کا لقب عطا فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت زینب بنت محمدؐ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صحابیات کے نمونے کو اپنانے کے متعلق عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تم اپنے مقام کو سمجھو اور اپنے اندر نئی بیداری اور نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ترقی کے لیے بے انتہا مواقع پیدا کیے ہیں۔ تم بھی حضرت عائشہؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی حضرت حفصہؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی حضرت زینبؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی ان صحابیات کی نقل کرنے کی کوشش کرو جنہوں نے اپنے زمانہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 592)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نفوس قدسیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ یہ نمونے ہم احمدی عورتوں میں بھی نظر آئیں اور ہم قرونِ اولیٰ کی عورتوں کی طرح ہر قربانی کے لیے ہر آن تیار ہوں۔ آمین۔

بقیہ: خواتینِ مبارکہ کا اسلامی کردار...... از صفحہ 13

محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ حضرت سیدہ صاحبہ کے نکاح کا اعلان مسجد مبارک قادیان میں ہوا۔

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ کی اولاد میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شامل ہیں۔ آپؓ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف بھی کیا اور تڑپ کر دعائیں بھی کیں کہ یہ بیٹا عابد و زاہد و خادم دین بنے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں سرشار ہو۔

حضرت سیدہ ہر قسم کی جماعتی خدمات میں پیش پیش رہیں۔

آپؓ جون 1930ء میں نصرت گرلز ہائی سکول کی نگران کمیٹی کی رکن مقرر ہوئیں۔ 1930ء اور 1931ء کے جلسہ سالانہ پر آپؓ نے بطور منتظمہ خدمات سرانجام دیں۔ 1930ء کے جلسہ سالانہ پر ’’عورتوں کی اصلاح خود اُن کے ہاتھ میں‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ 1933ء میں بجثیت سیکرٹری لجنہ اور منتظمہ سالانہ رپورٹ پیش کی۔ 1936ء میں حضورؓ کی ہدایت پر محلہ وار کمیٹیاں قائم کرنے کا اہتمام آپؓ نے کیا۔ 1937ء میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے آپؓ کے مکان میں منعقد کئے جاتے رہے اور اشاعت مصباح کے لئے قائم کمیٹی کا اجلاس آپؓ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

1939ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر آپؓ کی زیر نگرانی صحابیات نے سوت کاتا۔ 1943ء میں بحیثیت صدر لجنہ آپؓ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ دہلی کا دورہ بھی کیا۔

اس کے علاوہ سیدہ ام محمود صاحبہ، حضرت سیدہ بشریٰ بیگم المعروف مہر آپا، حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ، حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ بع زینب صاحبہ کی اسلامی خدمات بھی کسی طور بھلائی نہیں جاسکتی ہیں۔ غرض کہ ہر ایک نے اپنا ایک نیک نمونہ چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری بچیوں کو بھی ان خواتین مبارکہ کے نیک نمونے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسفند سلیمان احمد۔ مبلغ سلسلہ کینیڈا

جلسہ سالانہ کی اغراض و برکات

اسلام نے مسلمانوں کے اتحاد اور آپس میں بھائی چارہ پیدا کرنے کے لئے بہت سے مواقع فراہم کئے ہیں۔ نہ صرف مواقع فراہم کئے بلکہ آپس میں ایک دوسرے سے ملنے اور اجتماعی طور پر ترقی کرنے کے لئے ملنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ ہم اپنی زندگی میں روزمرہ کی مثال لے کر ہی سمجھ سکتے ہیں کہ آپس میں ملنا کس قدر انسان کی دینی اور دنیاوی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ ایک دنیادار تاجر ہو یا کوئی دکاندار یا کوئی کسی بھی پیشے سے تعلق رکھتا ہو، اسکا سوشل ہونا اسکی ظاہری ترقی کے لئے کم و بیش ضروری ہے اس طرح ہمارا مسلمان بھائیوں سے ملنا ہماری دینی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

پنج وقتہ نمازیں باجماعت رکھنے میں جہاں یہ غرض ہے کہ ایک امام کی اطاعت کے ذریعہ آپس میں اتحاد پیدا ہو وہاں ایک غرض یہ بھی ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں سے مل کر ایمان کو تازہ کریں۔ اگر ایک بھائی تھوڑا کمزور ہے تو ممکن ہے کہ وہ دوسرے بھائی سے مل کے اپنی کمزوریوں پر غور کرے اور اپنے ایمان کو بڑھائے۔

پھر جمعہ کی نماز کا اہتمام ہے، جہاں روز پانچ وقت قریب کی مسجد میں ملنے کا موقعہ ملتا ہے وہاں جمعہ کے روز دیگر ایسے بھائیوں سے ملنے کا موقع بھی ملتا ہے جو کسی مجبوری سے مسجد روز تو نہ آسکے، یا جو دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں ان سے کم سے کم جمعہ کے روز ہی ملاقات ہو سکے۔

اسی طرح عید کی نمازوں میں بھی ایک غرض یہی نظر آتی ہے کہ پورے شہر کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوں اور ایک دوسرے سے مل کر ایمانی ترقی کا باعث بنیں اور ایک دوسرے سے تعارف ہو سکے۔ پھر حج کا موقع رکھا گیا جہاں دور دراز کے علاقوں سے مسلمان اکٹھے ہوکر ایک خدا کی عبادت میں مشغول ہوں اور آپس میں بھائی چارہ قائم ہو۔

غرض اسلام نے ہر جگہ اس بات کا لحاظ رکھا کہ مسلمانوں کی ایک مضبوط جماعت قائم کرنے کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے ملنے کے مواقع پیدا کئے جائیں چنانچہ جیسے بیان کیا گیا، اجتماعی عبادات میں ایک غرض یہ ہی نظر آتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ انسانوں کے اس باہمی اتحاد اور تعارف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ﴿۱۴﴾

(الحجرات:14)

اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

اس آیت قرآن کریم سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انسان کے رنگوں، اقوام، تہذیب میں اختلاف کا مقصد یہ ہے کہ ایک دوسرے کو ملیں، دیکھیں، پرکھیں اور سمجھ کر آپس میں اخلاقی برتاؤ کو رواج دیا جائے، نیز یہ کہ کسی قوم یا رنگ کی وجہ سے کسی کو بھی افضلیت حاصل نہیں بلکہ افضل وہی ہے جو متقی ہے۔ ایک متقی نہ صرف اپنی اندرونی حالت کو بدلتا بلکہ اعلیٰ اخلاقیات کا بھی نمونہ پیش کرتا ہے، اُس کے سامنے خواہ کوئی کسی قوم سے تعلق رکھنے والا شخص ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ انسان اپنے بھائیوں سے ملے۔ پھر اس کے علاوہ انسان دوسروں سے تعارف کے ذریعہ اُن مختلف عادات اور اخلاقیات کو بھی سیکھتا ہے جو دیگر لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ آیت میں ذکر ہے، ایک متقی اللہ تعالیٰ کی نظر میں افضل ہے، اسکی افضلیت سے دوسرے ملنے والے انسان بھی ضرور سیکھیں گے، حصہ پائیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے۔

اسی وجہ سے اسلام میں اچھی صحبت میں رہنے کی تلقین کی گئی ہے کہ انسان کی طبیعت پر دوسرے انسانوں کا اثر ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیان فرماتے ہیں:

’’شاہ جی عبد الرزاق صاحب ایک بزرگ تھے میں ان کی خدمت میں اکثر جایا کرتا تھا ایک زمانہ میں مجھ سے سستی ہوئی اور کچھ دنوں کے بعد ان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ نور الدین! تم بہت دنوں میں آئے۔ اب تک کہاں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت ہم طالب علموں کو اپنے درس تدریس کے اشغال سے فرصت بھی کم ہی ملتی ہے۔ کچھ سستی بھی ہوئی۔ فرمانے لگے: ’’کبھی تم نے قصاب کی دکان بھی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ’’ہاں اکثر اتفاق ہوا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’تم نے قصاب دیکھا ہوگا کہ گوشت کاٹتے کاٹتے جب اس کی چھریاں کند ہو جاتی ہیں تو وہ دونوں چھریاں لے کر ایک دوسری سے رگڑتا ہے چھریوں کی دھار پر جو چربی جم جاتی ہے اس طرح رگڑنے سے وہ دور ہو جاتی ہے اور قصاب پھر گوشت کاٹنے لگتا ہے اور اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چھریوں کو آپس میں رگڑ رگڑ کر تیز کرتا رہتا ہے۔‘‘ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت یہ سب کچھ دیکھا ہے مگر آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا ’’کچھ ہم پر غفلت کی چربی چھا جاتی ہے کچھ تم پر، جب تم آجاتے ہو تو کچھ تمہاری غفلت دور ہو جاتی ہے کچھ ہماری اور اس طرح دونوں تیز ہو جاتے ہیں۔ پس ہم سے ملتے رہا کرو اور زیادہ عرصہ جدائی اور دوری میں نہ گزارا کرو‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیان فرماتے ہیں کہ ان کی اس بات نے مجھے بہت ہی بڑے بڑے فائدے پہنچائے اور ہمیشہ مجھ کو یہ خواہش رہی کہ نیک لوگوں کے پاس آدمی کو جاکر ضرور بیٹھنا چاہئے اس سے بڑی بڑی سستیاں دور ہو جاتی ہیں۔

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 79-80)

غرض جلسہ سالانہ کے قیام کی بنیاد رکھنے کی وجہ جہاں دیگر اہم امور بھی ہیں، وہاں یہ امر بھی نہات ضروری ہے جس کی مثال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زندگی سے بیان کی گئی۔

جلسہ سالانہ کی غرض بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 340)

جلسہ کی اغراض جو یہاں بیان کی گئی ہیں ان میں دینی ترقی، علمی ترقی، معرفت میں ترقی اور باہم تعارف و تعلقات میں ترقی ہے۔

اس سال جہاں افراد جماعت مختلف ممالک میں جلسوں میں شامل ہو رہے ہیں وہ اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ ان جلسوں کا مقصد کیا ہے۔ بعض اوقات افراد جماعت جلسوں کی تقاریر سے وہ فائدہ نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہیئے۔ اور آپس میں صرف بات چیت میں وقت گزر جاتا ہے۔ گو جیسے کہ بیان ہوا آپس میں تعلقات کو پختہ کرنا بھی ان جلسوں کا مقصد ہے مگر ہر مقصد کو اپنے وقت اور محل پر حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ یہ کہ ایک کی قربانی کر دی جائے۔

تقاریر سننے سے انسان کے علم، معرفت، اور اخلاقیات میں ترقی ہوتی ہے جس کا فائدہ نہ صرف خود کو ہوتا ہے بلکہ ملنے والے دیگر انسانوں کو بھی ہوتا ہے۔

پھر یہ کہ ان جلسوں میں جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر ہو، قبولیت دعا کا وقت بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی مجالس جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو، ان مجالس کو فرشتے اپنے پروں کے نیچے لے لیتے ہیں، اور شاملین کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ لمبی حدیث ہے مگر اس کے ہر پہلو کو اگر ہم جلسہ سالانہ کو سامنے رکھ کر غور کریں تو ضرور ہم اپنے آپ کو خوش نصیب تصور کریں گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَآئِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَّتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَآءِ قَالَ فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُولُونَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيَسْأَلُونَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْأَلُونِي قَالُوا يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا لَآ أَيْ رَبِّ قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونَنِي قَالُوا مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا وَيَسْتَغْفِرُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا قَالَ فَيَقُولُونَ رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّآءٌ إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُولُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ

کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فضیلت رکھنے والے فرشتے چکر لگاتے رہنے والے ہیں جو ذکر کی مجالس تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں (اللہ تعالیٰ کا) ذکر ہو رہا ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے انہیں گھیر لیتے ہیں یہاںتک کہ جو کچھ ان کے اور ورلے آسمان کے درمیان ہے اس کو بھر دیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو وہ (فرشتے) بھی اوپر چڑھتے اور آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر اللہ عز و جل ان سے

بقیہ صفحہ 12 پر

ناصرہ احمد۔ کینیڈا

ناصرات الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد

ربّ ذوالجلال کا بے انتہا احسان اور فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی مضبوط و مربوط جماعت سے نوازا کہ جو تنظیمی ڈھانچے کے لحاظ سے موتیوں کی ایک لڑی میں خوبصورتی سے پروئی گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر بچہ جونہی ماں کی گود سے باہر کی دنیا سے متعارف ہوتا ہے تو جماعت کی تربیتی تنظیمیں اسے ایک باعمل انسان اور باوقار شہری بنانے کے لیے اپنی دینی و دنیاوی تربیت گاہ کا فرض ادا کرتے ہوئے ایک ماں کی طرح اپنی گود میں بھر لیتی ہیں کیونکہ بچے سب کے سانجھے ہوتے ہیں۔ ایک پرانی کہاوت ہے کہ ایک بچے کی اچھی تربیت صرف ماں باپ ہی نہیں بلکہ سارا گاؤں مل کر کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین تعلیم و تربیت کرے وہ اور میں جنت میں ایسے ساتھ ہوں گے، پھر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ دوسری انگلی کھڑی کر کے اشارہ کر کے کہا کہ ایسے۔ اتنی بڑی خوش خبری صرف بیٹیوں کے ماں باپ کو ہی سنائی گئی ہے وہ اس لیے کہ آقائے دو جہاں ﷺ دنیا کے لیے جو روشنی کا پیغام لے کر آئے تھے اس نے عورت کو اس کا اصل مقام دیا اور ماں باپ کو اپنے فرائض ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنی اولاد خصوصاً لڑکیوں کے ساتھ بہترین برتاؤ اور اچھی تربیت دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ آج کی کونپلیں کل کی آنے والی نسلوں کی درس گاہیں ہوں گی اور بچوں کی ابتدائی عمر میں ان کا ذہن خالی سلیٹ کی مانند ہوتا ہے جو کچھ اس میں ڈالا جائے گا پتھر کی لکیر کی طرح ان کے ذہنوں پر منقش ہو گا وہ زندگی بھر باقی رہے گا۔ جب معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھے گا تو ساری عمارت ہی ٹیڑھی ہو گی اسی لیے حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء میں فرمایا کہ اگر پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کرلو تو دنیا میں اسلام کی فتح یقینی طور پر مقدر ہو گی۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے از حد ضروری ہے اس کے لئے ان کی آواز بلند عزم اور طاقت سے بھرپور ہونی چاہیئے، ان کی آواز میں نرمی اور ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔

ناصرات الاحمدیہ کا آغاز، تعارف، قیام، ایک خواب سے حقیقت تک کا سفر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ المصلح الموعود نے جماعتی تنظیمات کی داغ بیل ڈال کر جماعت احمدیہ پر ایک عظیم احسان کیا۔ آپؓ نے عورتوں کی فلاح و بہبود نیز دینی و دنیاوی تعلیم میں ترقی دینے کے خیال سے جماعت کی ذیلی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی بنیاد 15 دسمبر 1922ء کو ڈالی جس کی پہلی صدر حضرت سیدہ ام ناصرؓ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نامزد ہوئیں۔ اس طرز کی تنظیم کا خواب و خیال ہی اس وقت کی عورت کے لیے بہت دور کی کوڑی لانے کے مترادف تھا۔ لجنہ اماءاللہ کے قیام نے احمدی عورتوں میں علم اور عمل کے میدان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر سبقت لے جانے کا وہ جذبہ پیدا کیا کہ انہیں دیکھ کر جماعت احمدیہ کی چھوٹی بچیوں کے دل میں نیکی کے میدانوں کو عبور کرنے کے خیالات اور اپنی علیحدہ تنظیم بنانے کی عملی خواہش نے جنم لینا شروع کر دیا۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ فرماتی ہیں کہ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے کچھ سالوں کے بعد ناصرات الاحمدیہ کی بنیاد ڈالی گئی جو کہ سات سے پندرہ سال تک کی بچیوں کی تنظیم ہے۔ جب لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم ہوئی اور ان کے اجلاسات ہوتے تھے تو ہم بچیاں باہر کھیلتی رہتی تھیں۔ ایک دن میں نے ان کو اکٹھا کیا۔ اندر کمرے میں لجنہ کا اجلاس ہو رہا تھا میں نے باہر تخت پوش پر سب بچیوں کو بٹھایا اور کہا آؤ ہم بھی اجلاس کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے ہمیں دیکھا تو پوچھا کیا ہو رہا ہے؟ میں نے کہا ہم چھوٹی لجنہ ہیں اور ہم اپنا اجلاس کر رہی ہیں۔ آپؓ بہت خوش ہوئے اور ہمیں ’’ناصرات الاحمدیہ‘‘ کا نام دیا جس کے لغوی معنی ’’احمدیت کی مددگار بچیاں‘‘ ہیں۔ ابتدائی طور پر جولائی 1928ء میں صاحبزادی امۃ الحمید صاحبہ بنت حضرت مرزا بشیر احمدؓ کی کوشش سے چھوٹی لجنہ قائم ہوئی اور کچھ عرصہ بعد صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی تحریک پر ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم کی بنیاد پڑی۔

چوہدری خلیل احمد ناصر صاحب سابق انچارج احمدیہ مشن امریکہ کا بیان ہے کہ، صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ نے مجھ سے ایک سے زائد مرتبہ کہا کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی طرز پر احمدی لڑکیوں کی تنظیم قائم ہونی چاہیئے۔ چنانچہ باہم مشورہ کے بعد طے پایا کہ صاحبزادی موصوفہ ایک خط کے ذریعہ سے حضورؓ سے سفارش کریں اور یہ بھی گذارش کریں کہ اس تنظیم کا نام بھی حضور خود تجویز فرمائیں۔ اس خط کا مسودہ تیار کرنے میں خاکسار کو خدمت کا موقع ملا۔ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی کوششوں سے ہی ’’ناصرات الاحمدیہ‘‘ جو کہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا ہی ایک حصہ ہے کی بنیاد پڑی اس تنظیم کے مقاصد میں یہی شامل ہے کہ ایک بچی جب پندرہ سال کی عمر تک پہنچ کر لجنہ اماء اللہ کا حصہ بنے تو اس کی بنیادی تربیت اس درجہ تک ہو کہ بالغ عمری میں وہ عورتوں کی دینی اور دنیاوی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرے اور معاشرے میں ان کے کھوئے گئے حقوق کے حق میں آواز بھی بلند کرے اور اپنے کردار اور عمل سے ان کو ان کا وہ مقام و مرتبہ جو اسلام نے انہیں عطاء کیا ہے یاد دلائے۔ اس تنظیم کی سربراہ ملکی اور مقامی سطح پر سیکرٹری ناصرات کہلاتی ہے۔ ایک ناصرہ پندرہ سال کی شعوری عمر تک اپنی تنظیم سے منسلک رہنے کی تربیت پا کر وہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں قدم رکھ دیتی ہے۔

ناصرات الاحمدیہ عمر کے لحاظ سے تین درجوں میں منقسم ہے۔

1. سات سے دس سال کی بچیاں۔ قانتات، فرماں برداری اختیار کرنے والیاں۔
2. دس سے بارہ سال کی بچیاں۔ صادقات، سچ اور حق کا ساتھ دینے والیاں۔
3. بارہ سے پندرہ سال کی بچیاں۔ محصنات، نیکیوں میں آگے بڑھنے والیاں۔

ناصرات الاحمدیہ کا نصب العین (Motto)

(Modesty) اپنے لباس، رہن سہن اور آداب زندگی میں ’’شائستگی‘‘ اختیار کرنا ہے۔

بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ شائستگی اختیار کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

ناصرات الاحمدیہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہوں گی اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔ ان شاء اللہ

1945ء میں باقاعدہ تنظیم کا آغاز ہوا اور صاحبزادی طیبہ صدیقہ بیگم صاحبہ پہلی سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مقرر ہوئیں۔ 1955ء میں محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ سیکرٹری ناصرات مقرر ہوئیں کام کو آگے بڑھایا اور سال بھر کا مقررہ نصاب وضع کیا گیا۔ بیرونی مقامات اور ربوہ میں اس پر عمل کرنے کے لئے بذریعہ دورہ جات، خطوط، اعلانات، مصباح و الفضل و سرکلر توجہ دلائی جاتی رہی۔ متعدد مقامات پر ناصرات الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور کئی جگہ احیاء کیا گیا۔ اجلاسوں کے لیے تفصیلی پروگرام مقرر کیا گیا جس کی اہم شقیں یہ تھیں۔

- **تلاوت:** قرآن کریم کی تلاوت ہر بچی کے لیے لازمی تھی اور قرآن کریم کا شروع سے آخر تک دور مکمل کیا جائے اور غلطیوں کی درستی کی جائے۔
- **نظم:** درثمین اور کلام محمود سے نظمیں پڑھی جائیں اور ان کے معنی بتائیں جائیں۔
- **کہانی:** حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے واقعات کہانی کے رنگ میں سنائی جائیں۔
- **تقاریر:** سادہ اور عام فہم انداز میں مختلف عناوین پر زبانی تقاریر کروائی جائیں۔
- **سوال و جواب:** آسان اور دلچسپ رنگ میں سوالات اور ان کے جوابات بتائے جائیں۔
- **امتحانات:** مقررہ نصاب میں سے کچھ حصہ مقرر کر کے اس کا امتحان لیا جائے مثلاً نماز سادہ و باترجمہ، چہل احادیث، ادعیۃ الرسول ﷺ کی مسنون دعائیں، درثمین، کلام محمود کی نظمیں، اور سیرت حضرت مسیح موعودؑ و مصلح موعودؓ۔
- یوم مسیح موعود، یوم مصلح موعود اور سیرۃ النبی ﷺ کے جلسے منعقد کروائے گئے۔

ناصرات الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات کا آغاز

1958ء میں ناصرات الاحمدیہ کی سیکرٹری صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ مقرر ہوئیں اور کام کو منظم کیا گیا اور سات حلقہ جات بنائے گئے۔ ناصرات الاحمدیہ نے دوسرے شعبہ جات میں بھی نمایاں ترقی کی اور اسی سال ناصرات الاحمدیہ کا کام نصرت گرلز اسکول کے سپرد کیا گیا جنہوں نے صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ کی نگرانی میں نمایاں کام کیا۔

ناصرات الاحمدیہ کا پہلا اجتماع

تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم میں رقم ہے کہ 1955ء میں محترمہ

امۃ اللطیف خورشید صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ مقرر ہوئیں تو آپ کی تحریک پر مسجد احمدیہ دہلی دروازہ لاہور میں ناصرات الاحمدیہ کا پہلا اجتماع پاکستان بننے کے بعد منعقد ہوا چونکہ یہ اجتماع کا پہلا موقع تھا اس لیے موصوفہ نے دو دن قبل لاہور تشریف لا کر اپنی نگرانی میں ساری تیاری کروائی اور پروگرام مرتب کیا۔ اس اجتماع میں ناصرات الاحمدیہ کے تلاوت، نظم، اور تقریری مقابلوں کے علاوہ عام دینی معلومات کا بھی امتحان لیا گیا۔

1955ء میں جب ناصرات کا کام باقاعدگی کے ساتھ شروع ہو گیا تو جلسوں اور عام دینی معلومات کے مقابلوں میں بچیوں کی غیر معمولی حاضری اور دل چسپی اور شوق کو دیکھ کر فیصلہ کیا گیا کہ ان کا سالانہ اجتماع منعقد کیا جایا کرے۔ فیصلہ کیا گیا کہ 1956ء میں سالانہ امتحانوں کے بعد اجتماع منعقد ہو لیکن امتحانات کی طوالت کے باعث یہ اجتماع اکتوبر میں منعقد ہوسکا۔ اس اجتماع کی تیاری اور انتظامی امور کی سرانجام دہی میں محترمہ سیّدہ نصیرہ بیگم، محترمہ بیگم صاحبہ مرزا عزیز احمد صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ مرزا منور احمد صاحب، محترمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ، محترمہ استانی حمیدہ صابرہ صاحبہ نے تعاون کیا اور خاص مشورے دیئے۔ ناصرات کے لیے محلے دار بیٹھنے کی جگہ مقرر کی گئی۔ سب بچیوں کے لیے سفید یونیفارم اور دوپٹوں کے مختلف رنگ مقرر کئے گئے۔ اور ہر حلقے کا الگ الگ جھنڈا بنوایا گیا۔ تلاوت، نظم، اور تقریری مقابلوں کے ساتھ کھیلوں کے مقابلے کروائے گئے۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے آخر میں انتظامات پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے ناصرات سے خطاب میں عام فہم انداز میں بچیوں میں اطاعت و فرماں برداری کی روح پیدا کرنے کی اہمیت واضح فرمائی اور دعا فرمائی۔ دارالامان ربوہ مرکزیہ میں ہونے والا یہ پہلا اجتماع تھا۔

ہیں دیں کی ناصرات ہم، بہار کائنات ہم

جماعت احمدیہ کی آغوش میں پل کر بڑی ہونے والی ہر بچی کے بچپن کی حسین یادیں ’’ناصرات الاحمدیہ‘‘ کے جلسے، اجتماعات، علمی و دینی اور کھیلوں کے مقابلہ جات کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ ان بچیوں کی دینی تعلیم، تربیت، کردار، شخصیت کے اٹھان اور اعتماد میں بلا شبہ ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم کا ایک بڑا ہاتھ ہوتا ہے جو ان کی ساری زندگی کے بقیہ ادوار میں نظر آتا ہے۔ بچپن سے ہی اطاعت کے جذبے کے ساتھ جماعتی نظام میں تربیتی امور کی ٹریننگ حاصل کرنے کی وجہ سے لجنہ اماء اللہ میں پہنچنے تک ان کی شخصیت میں اعتماد اور وقار پیدا ہو جاتا ہے۔ خاکسار کو خود یہ تجربہ ہے کہ اپنے بچپن سے لڑکپن تک کے زمانہ میں ناصرات الاحمدیہ کے دینی علمی مقابلہ جات، اجلاسات میں تقاریر کی وجہ سے جو اعتماد عطا ہوا وہ اس تنظیم سے جڑے رہنے کے بغیر ناممکن تھا، بلکہ اسکول میں اکثر اوقات فوری طور پر بھی اسکول کی اسمبلی میں تقاریر کے لیے کھڑا کر دیا جاتا اور کہا جاتا کہ احمدی بچیوں کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ ایک دفعہ چھوٹی کلاس میں ہی ربوہ میں اجتماع پر گئی تو واپس آنے کے بعد اس موقع پر کی گئی تقریر ٹیچر نے کلاس میں کھڑا کر کے ساری جماعت کو سنوائی اور خوب شاباش دی۔ مجھے یاد ہے کہ میری تقریر کا عنوان ’’پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی‘‘ کے بارے میں تھا جو کہ زبانی فر فر یاد تھی۔ یہ جرأت، اعتماد، اور دین کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کا جذبہ بلا شبہ ناصرات الاحمدیہ کی تربیت کا مرہون منت تھا۔ چھوٹی چھوٹی بچیوں میں جماعت کے ہر کام کے لیے ایک جوش اور جذبہ ہر وقت موجزن رہتا چاہے وہ چندہ اکٹھا کرنا ہو یا جماعتی پیغام رسانی کا کام ہو، ہر آواز کے لیے سب ہر وقت لبیک کہنے کو تیار رہتیں۔ صدر لجنہ اماء اللہ کھاریاں محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ (اپنے دور کی عالم اور بےنفس خدمت دین کرنے والی خاتون تھیں) کبھی لڑکیوں کو باری باری بغیر کسی تیاری کے اجلاس میں نظم، تقریر، تلاوت کرنے کا ارشاد بھی فرما دیتیں جو ہم سب فوراً سے پورا کر دیتیں۔ اس طرز طریق سے ہم سب میں بلا کا اعتماد آ گیا کہ فی البدیہہ تقاریر میں بھی ہم ماہر ہوگئیں۔ یہ حکمت اسی مقصد کے تحت اختیار کی جاتی تھی کہ بولنے میں بلا جھجک مہارت حاصل ہو جائے۔

ناصرات الاحمدیہ کے عہد میں پہلی ترجیح یہ ہے کہ ’’اپنے مذہب ملک اور قوم کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کروں گی‘‘

ناصرات الاحمدیہ نے ہمیشہ لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ ہر کام میں تعاون اور ہر مقصد کو پانے کے لیے اپنے وقت اور مال کی قربانی پیش کی ہے اور کرتی رہے گی، ان شاء اللہ۔ مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ، مسجد خدیجہ برلن، مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن، مسجد فضل لنڈن اس بات کی گواہ رہیں گی کہ ان کی تعمیر میں لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ جماعت احمدیہ کی ننھی کلیوں ناصرات الاحمدیہ کی پاکٹ منی اور عیدیوں کا حصہ شامل ہے۔ ہر قربانی اپنے ساتھ پھل پھول لاتی ہے جماعت احمدیہ کی یہ چھوٹی کلیاں جن کے ابھی کھیلنے اور کھانے کے دن ہوتے ہیں اپنے عہد کے ان بڑے الفاظ اور بڑی ذمہ داریوں کو جب مل کر دہراتی ہیں کو وہ اپنی آئندہ آنے والی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کے نصب العین کا تعین کر رہی ہوتی ہیں اور یہ اعلیٰ مقاصد انہیں سوسائٹی کی بے راہ رویوں سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سوسائٹی کے برے اثرات سے بچانے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بچیوں کو ایک اعلیٰ نصب العین کی طرف آگے بڑھنے کی طرف راغب کریں تا کہ وہ اپنے اعلیٰ مقصد کو پانے کی خاطر سوسائٹی کے ادنیٰ تقاضوں کی ہر گز پرواہ نہ کریں۔

عہد دہراتے وقت ایک ناصرہ جب یہ کہتی ہے کہ ’’ہمیشہ سچائی پر قائم رہوں گی‘‘ تو وہ زندگی میں ہمیشہ سچ کے ساتھ کو قبول کرتی ہے۔ وہ ہر جھوٹی بات، جھوٹی گواہی، جھوٹی تعریف، جھوٹی نمود و نمائش سے ہر حال میں کلی اجتناب کرنے کا وعدہ کرتی ہے اور یہ وعدہ اپنے خدا کے ساتھ کرنے کے ساتھ اپنے آپ کے ساتھ کر رہی ہوتی ہے کہ میں نے ایک سچے مذہب کو مانتے ہوئے زندگی کی ہر بات میں سچ کا ساتھ دینا ہے وہ اس طرح کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گی نہ گھر میں نہ سہیلیوں سے نہ بہن بھائیوں سے پھر وہ اسلام کی سچائی کے نور پر قائم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اپنے انعام یافتہ بندوں میں شامل ہو کر خلافت احمدیہ سے وفاداری کا تقاضا نبھانے کا اقرار کرتی ہے۔ زندگی کا کوئی مقصد ہر گز پورا نہیں ہوسکتا جب تک پہلے اپنے مذہب کے اندر باعمل انسان بنتے ہوئے اپنے ملک کے لیے ایک مفید شہری نہ بن جائیں۔ ایک اعلیٰ مفید شہری بننے کے لیے ہر جھوٹی بات اور لغو کام میں پڑنے سے لازماً رکنا ہو گا۔

ناصرات الاحمدیہ کا نصب العین انہیں ایک باوقار اور باکردار لجنہ کے روپ میں ڈھالنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایک باوقار احمدی عورت یقیناً اپنی چال ڈھال اور لباس میں شائستگی کا نمونہ پیش کرتی نظر آئے گی۔ اس لیے ناصرات کی عمر سے ہی انہیں اسلامی طرز حیاء کی طرف مائل کرنا اور سوسائٹی کے برے اثرات سے بچانا ضروری ہے۔ ان کے اندر بچپن سے حیاء کا مادہ پیدا کرنا ماؤں کی ذمہ داری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو اس بات کی طرف بارہا توجہ دلائی ہے کہ مائیں پنی بچیوں کے لیے ایک اچھا نمونہ بنیں اور اپنے گھروں کو اعلیٰ اخلاق سے سجائیں۔ اسی طرح لجنہ آسٹریلیا کی Virtual ملاقات مؤرخہ 19 دسمبر 2020ء میں ناصرات کی تربیت کے بارے میں فرمایا:

’’شروع میں ہی بچیوں کو بتائیں کہ تمہارا لباس حیاء دار ہونا چاہیے۔ جب وہ بڑی ہوں اور لجنہ میں شامل ہوں تو پھر ان کو پتہ ہو کہ حیاء دار لباس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو قرآن میں آیا ہے۔ جو بچپن سے ٹریننگ دیں گی تو تبھی وہ معیار کبیر کی ناصرات بن کر اور لجنہ میں آ کر حیاء دار لباس پہنیں گی۔ ان کو بتائیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ ناصرات کی عمر میں لجنہ کے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں اس لیے ابھی سے تربیت کر لیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ ان کو پتہ ہونا چاہیئے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ میں کیوں احمدی ہوں؟ میرا ایمان کیا ہے؟ میری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہمارے پاس حدیث ہے قرآن بھی ہے آخری رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی ہے تو مسیح موعودؑ کیوں آئے اور کس لیے آئے؟ یہ چیزیں بچپن سے ہی ذہنوں میں ہونی چاہیں۔ بڑے مسائل تو لوگ سیکھ لیتے ہیں مگر جب یہ بنیادی چیزیں ہوں گی تو وہ آگے بڑھ سکیں گی اس کے بعد دیکھیں گی کہ آپ کی لجنہ کی اگلی نسل جو آئے گی وہ اس سے بھی بہتر ہو گی جو موجودہ لجنہ کی نسل ہے۔‘‘

پھر ایک موقع پر ناصرات کو پیغام دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے وقار Dignity کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھو اور یہ بات اپنی فطرت کا حصہ بنا لو کہ ہمیشہ اپنے رب کے حضور جھکو۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبادات میں اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے واسطے پانچ نمازوں میں پابندی کے ساتھ قائم رہنے کی تلقین کی۔ نماز برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچانے کے لیے ایک ڈھال کا کام کرتی ہے ایک بچی جب چھوٹی عمر سے نماز کی اہمیت کو سمجھنے لگ جائے تو اسے اپنی نماز سے پیار ہو جاتا ہے جو اللہ سے تعلق کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم سے تربیت یافتہ احمدی بچی زندگی کے اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر دینا کے بے مقصد ادنیٰ مقاصد کو قربان کر دیتی ہے وہ ایک خدا کی پکی موحد بن کر اسی کی رضا میں سکون پاتی ہے۔ ان بچیوں کے اندر اپنی قوم و مذہب اسلام کی سچائی کو پیش کرنے کا سلیقہ آجاتا ہے۔ وہ ایک وقار اور خود اعتمادی کے ساتھ دوسروں تک پیغام حق پہنچانے میں جماعت احمدیہ کے بڑوں کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرتے ہوئے مستقبل کی ایک کامیاب داعی اللہ کا کردار ادا کرسکتی ہے۔

طیبہ طاہرہ

صحابیات رسولؐ کی وفا کی داستانیں

ناصرات الاحمدیہ کے لئے ایک تحریر

تاریخ اسلام میں ہمیں صحابہ اور صحابیات رسول ﷺ کی بے شمار قربانیوں کا ذکر ملتا ہے جو تا قیامت ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ ذیل میں صرف چند صحابیات (7 سے 15 سال عمر) کی قربانیوں کی ہلکی سی جھلک دکھائی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ خوش قسمت خاتون ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے دنیا کے سب سے بڑے معلم کی زوجہ محترمہ بننے کا اعزاز عطاء فرمایا۔ آپؓ نے دین سیکھا اور پھر صحابہ کو سکھایا اور اس طرح ہم تک وہ علوم پہنچ گئے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’آدھا دین عائشہ سے سیکھو۔‘‘

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب سے پیارے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مکہ والوں کے ظلم سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت عائشہؓ کی عمر چھوٹی تھی۔ اس چھوٹی سی بچی کو ہجرت کے تمام واقعات بڑوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ یاد تھے۔ پس یہ آپؓ کا بہت بڑا احسان ہے ورنہ ہمیں ان کی تفصیل پتہ نہیں لگتی۔

آپؓ حضور ﷺ کے تمام مہمانوں کی خاطر مدارت کرتیں۔ آپ ﷺ کے تمام حکموں کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتیں۔ جنگوں میں نہایت شوق سے شریک ہوتیں اور بہادری کے ساتھ میدان جنگ میں زخمیوں کی خدمت اور مرہم پٹی فرماتیں۔ آپؓ کی سب سے نمایاں صفت سخاوت تھی۔ جو کچھ آپؓ کے پاس ہوتا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں۔ آپؓ غلاموں پر شفقت کرتیں اور ان کو خرید کر آزاد کر دیتیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے۔

حضرت زینبؓ

حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ آپؓ آنحضرت ﷺ کی نبوت سے 10 سال قبل پیدا ہوئیں اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک 30 سال تھی۔ آپؓ کی شادی بعثت نبوی سے پہلے عربوں کے رواج کے مطابق کم سنی ہی میں ان کے خالہ زاد حضرت ابو العاص بن ربیعؓ سے ہوئی۔ حضرت ابو العاصؓ حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن ہالہ بن خویلد کے بیٹے تھے۔

جب رسول کریم ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت زینبؓ فوراً ایمان لے آئیں۔ اس وقت ان کے شوہر حضرت ابو العاصؓ تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دوران سفر ہی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں خبریں سُن لی تھیں۔ مکہ آ کر تصدیق بھی ہوگئی۔ حضرت زینبؓ نے کہا کہ میں نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے، تو وہ شش و پنج میں پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ، اے زینبؓ کیا تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر میں آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا تو پھر کیا ہوگا؟ حضرت زینبؓ نے جواب دیا، میں اپنے صادق اور امین باپ کو کیسے جھٹلا سکتی ہوں۔ خدا کی قسم! وہ سچے ہیں اور پھر میری ماں اور بہنیں اور حضرت علیؓ بن ابو طالب اور ابو بکرؓ اور تمہاری قوم میں عثمان بن عفانؓ اور تمہارے ماموں زاد زبیر بن العوامؓ بھی ایمان لے آئے ہیں اور میرا خیال نہیں ہے کہ تم میرے باپ کو جھٹلاؤ گے اور ان کی نبوت پر ایمان نہیں لاؤ گے۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 245-246)

حضرت رقیہؓ

حضرت رقیہؓ رسول خدا ﷺ کی دوسری صاحبزادی تھیں۔

(سیرت الصحابیات صفحہ 98)

آپؓ بعثت نبوی سے سات سال پہلے پیدا ہوئیں- اس وقت رسول خدا ﷺ کی عمر تینتیس برس تھی۔ حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ سے تین برس چھوٹی تھیں۔ (ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 257) آپؓ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابو لہب سے ہوا تھا جو حضور ﷺ کے چچا کا بیٹا تھا۔ جب ابو لہب کی مذمت میں سورۃ لہب نازل ہوئی تو ابو لہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ جب تک تم حضرت محمد ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے میرا سر تمہارے سر سے جدا رہے گا۔ چنانچہ دونوں لڑکوں عتبہ اور عتیبہ نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو رُخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دی۔ (اردو دائرہ معارف جلد 10 صفحہ 324) یہ پہلی بڑی تکلیف تھی جو حضرت رقیہؓ کو اسلام کی راہ میں اُٹھانی پڑی۔ حضرت خدیجہؓ اور آپؓ کی دوسری بہنوں نے اپنی والدہ کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔

جب حضرت رقیہؓ کا پہلا نکاح ختم ہوگیا تو رسول پاک ﷺ نے آپؓ کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کا رشتہ تجویز کیا۔ جب قریش کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت رقیہؓ بنت محمد ﷺ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مکہ سے حبشہ ہجرت کی۔ یہ ہجرت 5 نبوی میں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کی حبشہ ہجرت پر فرمایا ’’ابراہیم اور لوط کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔‘‘

آپؓ کے حبشہ ہجرت کر جانے کے بعد کئی روز تک جب آپؓ کی کوئی اطلاع نہ ملی اس پر حضرت رسول اکرم ﷺ بے حد پریشان ہوئے اور مکہ سے باہر تشریف لے جا کر آنے جانے والے مسافروں سے پوچھتے۔ ایک روز ایک عورت نے کہا کہ میں نے ان کو حبشہ میں دیکھا ہے۔ اس کا جواب سُن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ’’اللہ ان کا ساتھی ہے۔‘‘ (ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 260) حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ نے تقریباً 7 یا 8 سال کا عرصہ حبشہ میں گزارا۔ حضرت رقیہؓ حضور ﷺ کی اکلوتی صاحبزادی تھیں جنہوں نے اسلام کی اس پہلی ہجرت کی توفیق پائی۔ آپؓ اپنی مہربان اور شفیق والدہ نیز دوسرے گھر والوں سے جدائی کا زخم لیے، دوبارہ ملنے کی اُمید میں صبر سے وقت گزارتی رہیں مگر افسوس کہ 11 رمضان المبارک، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل حضرت رقیہؓ کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ انتقال کر گئیں- پھر مکہ میں دوبارہ اپنی والدہ کے ساتھ رہنا سیدہ رقیہؓ کو نصیب نہ ہوا۔

حضرت ام کلثومؓ

حضرت ام کلثومؓ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی تیسری صاحبزادی ہیں جن کی پیدائش مکہ مکرمہ میں دعوی نبوت سے 6 سال قبل ہوئی۔

آپؓ کا نکاح عرب کے عام رواج کے مطابق چھوٹی عمر میں ہوا۔ عتیبہ سے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ہوا۔ اس زمانے میں ابو لہب حضور ﷺ کا مخالف نہ تھا۔ لیکن جب حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو وہ اور اس کی بیوی ام جمیل آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ جب بھی آپ گلی سے گزرتے تو ام جمیل آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی جس سے آپ ﷺ کے پاؤں زخمی ہو جاتے مگر سرور کائنات ﷺ ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیتے اس پر مخالفین کا غصہ اور بھی بڑھ جاتا۔ اسی اسلام دشمنی کی وجہ سے ابو لہب نے اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو کہا کہ میرا اُٹھنا اور بیٹھنا تمہارے ساتھ حرام ہے اگر تم نے اس (حضرت محمد ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔ اس طرح حضور اقدس ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو ایک ہی وقت میں طلاق دی گئی یہ پہلا بڑا صدمہ تھا جو اسلام دشمنی کی وجہ سے آپ ﷺ کو پہنچا حضور ﷺ کے اعلان نبوت پر حضرت ام کلثومؓ اپنی والدہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اسلام لائیں اور اپنی بہنوں کے ساتھ اس وقت بیعت کی جب دوسری عورتوں نے بھی آنحضرت ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 247)

اس وقت سے آپؓ کے خاندان پر مشکلات کا دور شروع ہوا۔ دشمن آپؓ کے خاندان کا گھیراؤ کر چکے تھے۔ ان دنوں آپؓ کو ان لوگوں کے شر سے پناہ لینے کے لیے شعب ابی طالب گھاٹی میں رہنا پڑا۔ یہ آپؓ کا خاندانی درہ تھا جو کہ دو پہاڑوں کی اوٹ میں تھا۔ بائیکاٹ کا یہ زمانہ حضور ﷺ کے خاندان نے یہاں گزارا۔ اس زمانہ میں حضرت ام کلثومؓ اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ اس جگہ پر رہیں- انہوں نے یہ اڑھائی تین سال کا عرصہ بہت صبر کے ساتھ گزارا۔ اس زمانہ میں غذا کی کمی رہی۔ جب مقاطعہ ختم ہوا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جو کہ بڑی عمر ہونے کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکی تھیں، نے رمضان المبارک 10 نبوی میں وفات پائی۔ اور حجون کے قبرستان میں دفن ہوئیں اور اسی سال آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات ہوئی۔

حضرت زینبؓ کی شادی ہو چکی تھی اور والدہ کی وفات سے گھر میں حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ اکیلی رہ گئی تھیں۔ شعب ابی طالب کی مشکلات اور طلاق کی تکلیف کے بعد حضرت ام کلثومؓ کو اپنی والدہ کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 247)

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ

آنحضرت ﷺ کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ تھیں۔ آپؓ کو خاتون جنت کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

آپؓ کا تعلق قریش کے اعلیٰ ترین خاندان سے تھا۔ آپؓ رسول خدا ﷺ اور حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ کی پیدائش بعثت سے پانچ برس قبل ہوئی۔ بعثت نبوی کے چوتھے سال سے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور کفار مکہ جو آپ ﷺ کی عظمت کردار کے معترف تھے، اب آپ ﷺ کے جانی دشمن بن چکے تھے۔ وہ مسلمانوں اور خود حضور ﷺ کی ذات بابرکات کو ہر طرح ظلم وستم کا نشانہ بنا رہے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے جس کا سرغنہ عقبہ بن ابی معیط تھا اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں حضور ﷺ کی گردن مبارک پر ڈال دی۔ کسی نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو خبر کر دی- وہ دوڑتی ہوئی کعبہ پہنچیں۔ حضور ﷺ کی گردن مبارک سے اوجھڑی ہٹائی اور نہایت غصہ کی نظر ان پر ڈال کر بولیں ''شریرو اللہ تعالیٰ تمہیں ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا۔''

(تذکارِ صحابیات صفحہ 128)

سیدہ فاطمہؓ نے ایسے ہی مشکل حالات میں پرورش پائی۔ وہ اپنے عظیم باپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھتیں تو بہت پریشان ہوتیں لیکن کم سنی کے باوجود ان حالات سے خوفزدہ نہ تھیں بلکہ ہر مشکل کے موقع پر حضو ﷺ کی غمگساری فرماتیں اور کبھی فطری تقاضہ کے تحت رونے بھی لگتیں تو آنحضرتؐ انہیں تسلی دیتے اور فرماتے:

''میری بیٹی گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔''

(سیرت فاطمۃ الزہراءؓ صفحہ 34)

امام جلال الدین سیوطیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک دن ابوجہل نے سیدہ فاطمہؓ کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا۔ کمسن بچی روتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس گئیں اور ابوجہل کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا جاؤ اور ابو سفیان کو ابوجہل کی اس جرات سے آگاہ کرو۔ سیدہ فاطمہؓ ابوسفیان کے پاس گئیں اور انہیں سارا واقعہ سُنایا۔ ابوسفیان نے حضرت فاطمہؓ کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا- انہوں نے فاطمہؓ سے کہا بیٹی جس طرح اُس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اُس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے ابوجہل کو تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر حضور ﷺ کو یہ بات بتائی۔ آپ ﷺ نے اس پر دعا کی

''یا الٰہی ابوسفیان کے اس سلوک کو نہ بھولنا''

حضور ﷺ کی اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ چند سال بعد ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا

(سیرت فاطمۃ الزہراءؓ صفحہ 35)

7 نبوی کا سال مسلمانوں کے لیے بے پناہ مشکلات لے کر آیا۔ کفار میں سے بے شمار لوگوں کا قبول اسلام کفار کے لیے ایک بڑا دھچکا تھا۔ وہ غصے سے دیوانے ہو گئے اور انہوں نے اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لیے آخری حد تک جانے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ انہوں نے اپنے دوست قبائل سے مل کر یہ معاہدہ کیا کہ جب تک بنو ہاشم رسول اللہ ﷺ کو (نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ) قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہیں کریں گے ہم اُن سے ہر طرح کا لین دین، خرید و فروخت تمام معاملات اور رشتہ داری قائم نہیں کریں گے۔

چنانچہ یہ معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ اس پر ابو طالب نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کی ساری اولاد اور تمام مسلمانوں کے ساتھ مکہ کے نزدیک ایک گھاٹی میں جو بنو ہاشم کی ملکیت تھی اور شعب ابو طالب کے نام سے مشہور تھی، پناہ لی۔ کفار مکہ نے شعب ابی طالب کا محاصرہ کر لیا اور اتنی سختی کی کہ کھانے پینے کی کوئی چیز بھی مسلمانوں تک نہ پہنچنے دی۔ یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا اس میں بے کس اور بے بس مسلمانوں نے درختوں کے پتے اور جھاڑیاں کھا کر گزارہ کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے بھی مصیبت کا یہ زمانہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ بڑے حوصلے اور صبر سے گزارا۔ آخر تین سال بعد قریش کے کچھ رحم دل لوگوں کی کوششوں سے معاہدہ ختم ہوا اور مسلمان اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 277)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان پاک سیرت صحابیات کی نیکیوں اور قربانیوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: جلسہ سالانہ کی اغراض و برکات...... از صفحہ 8

سوال کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ تب وہ کہتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں ہیں وہ تیری تسبیح اور تیری بڑائی بیان کر رہے تھے۔ تیری تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد) اور تیری حمد بیان کر رہے تھے اور تجھ سے مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت مانگ رہے تھے۔ وہ (اللہ) فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں نہیں اے میرے رب! اللہ فرماتا ہے کیا حال ہو اگر وہ میری جنت دیکھ لیں۔ وہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ وہ (اللہ) فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ چاہتے ہیں۔ وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں یا رب! تیری آگ سے۔ اللہ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں نہیں۔ وہ (اللہ) فرماتا ہے کیا حال ہو اگر وہ میری آگ دیکھ لیں۔ تب وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر اللہ فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور جو انہوں نے مانگا میں نے انہیں عطا کیا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ طلب کی میں نے انہیں پناہ دی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اس پر وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں یا رب! ان میں فلاں سخت خطا کار شخص بھی تھا جو وہاں سے گذرا تو ان کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ (اللہ) فرمائے گا میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں ان کی بدولت ان کے پاس بیٹھنے والا بے نصیب نہیں رہتا۔

(مسلم کتاب الذکر)

اسی طرح ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اِرۡتَعُوا فِی رِیَاضِ الۡجَنَّۃِ قَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ)! وَمَا رِیَاضُ الۡجَنَّۃِ؟ قَالَ مَجَالِسُ الذِّکۡرِ اغۡدُوا وَرَوِّحُوا وَاذۡکُرُوا وَ مَنۡ کَانَ یُحِبُّ أَنۡ یَّعۡلَمَ مَنۡزِلَتَہٗ عِنۡدَ اللّٰہِ فَلۡیَنۡظُرۡ کَیۡفَ مَنۡزِلَۃُ اللّٰہِ عِنۡدَہٗ فَإِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُنۡزِلُ الۡعَبۡدَ حَیۡثُ أَنۡزَلَ الۡعَبۡدُ اللّٰہَ مِنۡ نَفۡسِہٖ وَ اعۡلَمُوا أَنَّ خَیۡرَ أَعۡمَالِکُمۡ عِنۡدَ مَلِیۡکِکُمۡ وَ أَزۡکَاھَا وَ أَرۡفَعَھَا فِی دَرَجَاتِکُمۡ وَ خَیۡرَ مَا طَلَعَتۡ عَلَیۡہِ الشَّمۡسُ ذِکۡرُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَإِنَّہٗ تَعَالٰی أَخۡبَرَ عَنۡ نَفۡسِہٖ

فرمایا جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ذکر کی مجالس۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(رسالہ قشریعہ باب الذکر)

پھر جلسہ سالانہ کی اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچایا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں جلسہ سننے سے افراد جماعت کو فائدہ ہوتا ہے وہاں دین اسلام کا پیغام بھی دوسروں تک پہنچتا ہے۔ خاص طور پر ایسے مہمان جن کو اس جلسہ میں مدعو کیا جاتا ہے یا ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ اس جلسہ کی تشہیر کے ذریعہ لوگوں تک اسلام احمدیہ کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح نہ خیال کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341)

پس ان جلسوں میں شامل ہونا اور پر جوش طریق پر ان جلسوں کو سننا، یقیناً ہمارے لئے فلاح کا موجب ہے۔ جہاں علمی، اخلاقی، معرفتی اور روحانی ترقی ہو رہی ہو گی وہاں حدیث کی رو سے یہ کہنا بھی درست ہو گا کہ ان میں شامل ہونا ہمارے لئے مغفرت کا باعث ہے، بشرطیکہ ان میں ہم پورے دل سے شامل ہوں اور نیت اور دعا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان جلسوں کے ذریعہ مغفرت فرمائے۔ نیز ہم اپنے جن بھائیوں کو مل رہے ہیں ان کے ساتھ بھی ایک عمدہ تعلق اور بھائی چارہ قائم رہے۔ نیز کوشش یہ بھی ہونی چاہیئے کہ ایسے بھائیوں سے بھی ملیں جن کو ہم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان جلسات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا کا تحفہ

منکرین اور مکذّبین کے بارے میں دعا

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے خلاف بالآخر اس وقت بد دعا کی جب آپؑ پر وحی ہوئی کہ اب تیری قوم میں سے اور کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا۔

رَبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا ﴿۲۷﴾ اِنَّکَ اِنۡ تَذَرۡہُمۡ یُضِلُّوۡا عِبَادَکَ وَ لَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ﴿۲۸﴾

(نوح: 27-28)

اے میرے رب! زمین پر کوئی گھر کافروں کا باقی نہ رہے۔ اگر تو ان کو اسی طرح چھوڑ دے گا تو یہ تیرے دوسرے بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے اور وہ فاجر کفر کرنے والے کے سوا کوئی بچہ نہ جنیں گے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 27)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

بشریٰ نذیر آفتاب۔ کینیڈا

ناصرات کی تعلیم و تربیت کے لئے

خواتینِ مبارکہ کا اسلامی کردار

مذہب اسلام کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے اس کے اجر کا وعدہ کیا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، امیر ہو یا غریب وہ ہر کسی کے نیک اور بد عمل کا حساب اسے اس کے عمل کے مطابق دیتا ہے۔

جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

لَآ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی

(آل عمران:196)

میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔یعنی ایک طرح سے وہ ہر انسان کے لیے یہ آسانی پیدا کرتا ہے کہ جو بھی تمہارا کردار ہو گا تم اس کے مطابق جانے جاؤ گے۔ اسلام اور پھر احمدیت کے ذریعے عورت نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے والی خواتین مبارکہ نے کس طرح اپنا کردار ادا کیا اور ہم سب کے لیے کیا نیک نمونہ چھوڑ کر گئیں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمانے کے مسیح اور مہدی کو، نبیوں کے سردار رسولوں کے سرتاج فخر دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جہاں یہ نوید مسرّت سنائی تھی کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ (مشکوٰۃ مجتبائی باب نزول عیسیٰ بن مریم) کہ مسیح پاک شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ وہاں اس بابرکت خاندان کی نسبت خالق کائنات نے آپؑ کو یہ بشارت بھی دے رکھی تھی۔''تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔اور خواتین مبارکہ میں سے جن میں سے تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔''

(اشتہار 20 فروری 1886ء)

حضرت اماں جانؓ

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی ہر لحاظ سے ہم سب کے لیے قابل تقلید ہے۔آپؓ نے حقیقۃً ایک نبی کی زوجہ ہونے کا حق ادا کیا آپ کا خدا پر توکل ہو یا عبادات کا معیار تربیت اولاد ہو یا عائلی معاملات، پردہ ہو یا دیگر اسلامی تعلیمات ہر جگہ آپ نے اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کیا۔

حضرت اماں جانؓ کی زندگی کا ہر لحظہ خواتین اور احباب جماعت احمدیہ کی ترقی اور بہبود میں صرف ہوتا۔ مدرسۃ البنات کے لئے آپ نے گھر کا ایک حصہ پیش کر دیا۔یتیم بچوں اور بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے نہلاتی نظر آتیں۔ آپ سراپا شفقت و محبت تھیں، حتی الامکان ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا فرماتیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہزاروں مہمانوں کی مہمان نوازی کرتیں، لوگوں کے مسائل حل کرتیں۔ آپ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔مسجد بنانے کی تحریک ہو یا کہیں مبلغ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا مسئلہ درپیش ہو، لٹریچر کے لئے رقم کی ضرورت ہو یا تحریک جدید نے پکارا ہو۔ آپ ہر تحریک میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ ادا فرماتی تھیں یہاں تک کہ بعض مواقع پر اپنی جائیداد اور زیورات فروخت کر کے خوشی سے امام وقت اور خلیفۂ وقت کے قدموں میں پیش کر دیتیں۔منارۃ المسیح کی تعمیر کے لیے آپ نے اپنی دہلی میں جو جائیداد تھی اسے بیچ کر کل چندے کا دس فیصد حصہ خود ادا کیا۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صفحہ 397)

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگمؓ

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا 2 مارچ 1897ء میں پیدا ہوئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاڈلی صاحبزادی تھیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی بیٹیوں کی تربیت اس نہج پر کی تھی کہ ان کے ہر قول و فعل میں اسلامی کردار جھلکتا تھا۔

آپؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ:'' حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنے مقدس باپ کی تقدیس سے بہت حصہ پایا تھا۔ بچپن ہی سے نمازوں اور دُعاؤں سے بہت شغف تھا۔تہجد کے لئے اٹھنا آپ کا معمول تھا۔مقدس والدین نے اپنی اس پیاری بیٹی کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی تھی۔ابتداء سے ہی آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رچ بس گئی تھی۔ خدا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی سے رؤیائے صادقہ دیکھتیں۔ آپ بہت دعا گو اور بہت عبادت گذار تھیں۔ بڑے اہتمام سے لمبی لمبی نمازیں پڑھتیں۔ آپ کی مغرب کی نماز اتنی لمبی ہوتی کہ عشاء کا وقت آ جاتا۔قرآن کریم کو بڑے اہتمام سے اور سمجھ سمجھ کر پڑھتیں۔ آپ کی شادی چھوٹی عمر میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے ہوگئی۔ مگر آپ نے اس رشتے کو بھی خوب نبھایا۔مثالی بیوی اور ایک مثالی ماں ثابت ہوئیں۔

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگمؓ

حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مئی 1904ء میں الہام ہوا'' دُختِ کرام'' چنانچہ اسی الٰہی بشارت کے تحت آپ 25 جون 1904ء کو پیدا ہوئیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف چار سال تھی، اسی لئے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؑ کی وفات کے بعد اپنی اس کم سن صاحبزادی کی ہر طرح سے دلداری فرماتیں۔

آپ اپنے دوسرے بہن بھائیوں کی طرح ذہین و فطین تھیں۔

سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم ختم کیا۔ 3 جولائی 1911ء کو آپ کی آمین ہوئی۔اسی طرح روزنامہ الفضل مؤرخہ 12 مئی 1931ء میں مرقوم ہے کہ احمدیہ گرلز ہائی سکول قادیان کی طرف سے سات طالبات نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ اتنی تعداد میں یہ امتحان پاس کیا گیا فہرست میں تیسرے نمبر کے تحت حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم کا نامی درج ہے اور یہ بھی تصریح کی گئی ہے کہ انہوں نے یہ امتحان صرف انگریزی میں پاس کیا۔اس سے قبل آپ ادیب کا امتحان پاس کر چکی تھیں میٹرک کے بعد آپ نے ایف اے کا امتحان بھی پاس کیا۔

(دُختِ کرام صفحہ 109)

حضرت سیّدہ امۃ الحئی بیگمؓ

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو بننے کا اعزاز حاصل ہوا اور اس اعزاز کے ساتھ آپ کا شمار بھی'' خواتین مبارکہ'' میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ تھے اور والدہ محترمہ صغریٰ بی بی نے آپ کی تربیت بہت اعلیٰ طریق پر کی تھی اسی لیے آپ کو حصول علم کا شوق بہت زیادہ تھا۔باقاعدہ اپنے والد صاحب کے درس القرآن میں شامل ہوتیں۔ آپ مسجد کے علاوہ گھر میں بھی خواتین کے لئے درس دیا کرتی تھیں۔ اپنے والد محترم کی ہر نصیحت پر عمل کرتیں۔ مارچ 1914ء میں حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے اگلے روز آپ نے حضرت خلیفہ ثانی کو ایک خط تحریر کیا جو تاریخ لجنہ جلد اوّل صفحہ 22-23 پر درج ہے۔

سیدی حضرت امیر المومنین صاحب

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

گزارش ہے کہ میرے والد صاحب نے مرنے سے 2 دن پہلے مجھے فرمایا کہ ہم تمہیں چند نصیحتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا فرماویں، میں انشاء اللہ عمل کروں گی تو فرمایا یہ بہت کوشش کرنا کہ قرآن آجائے اور لوگوں کو بھی پہنچے اور میرے بعد اگر میاں صاحب خلیفہ ہوں تو ان کو میری طرف سے کہہ دینا کہ عورتوں کا درس جاری رہے،اس لئے آپ کو عرض کئے دیتی ہوں اور اُمید وار ہوں کہ آپ قبول فرماویں گے۔میری بھی یہ خواہش ہے اور کئی عورتوں اور لڑکیوں کی بھی خواہش ہے کہ میاں صاحب درس کرائیں۔ آپ براہِ مہربانی درس صبح ہی شروع کرا دیں۔ آپ کی نہایت مشکور و ممنون ہوں گی۔ امۃ الحئی بنت نور الدین مرحوم اللہ آپ سے راضی ہو۔

(تاریخ لجنہ جلد اوّل صفحہ 22-23)

اللہ تعالیٰ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا حضرت مسیح پاکؑ سے اطاعت و وفا کا جذبہ اس قدر پسند آیا کہ اس نے آپ کی بیٹی کو خواتین مبارکہ میں شامل کر لیا۔13سال کی عمر میں آپ سیّدہ امۃ الحئی صاحبہ کی شادی حضرت مصلح موعودؓ سے ہوئی۔شادی کے بعد آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تعاون سے گھر گھر احمدی بچیوں اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے مدرسے کھلوا دیئے۔ آپ ہی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی کہ عورتوں کو پڑھانا لکھانا بہت ضروری ہے۔ان کو دین کی خدمت کے لئے تیار کرنے کے لئے ایک تنظیم کی ضرورت ہے۔اس طرح چھوٹی سی عمر میں آپ نے اپنے اخلاق سے سب کو بہت متاثر کیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت امان جان رضی اللہ عنہ کی خدمت کی خاص توفیق عطا فرمائی۔

حضرت ام طاہرؓ

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ حضورؓ کی خواہش اور ارشاد کے تحت 7/فروری 1921ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین

بقیہ صفحہ 7 پر

مرسلہ: مدیرہ اعلیٰ مریم میگزین

اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے بابرکت افتتاح کے موقع پر واقفات نو کے جذبات وخیالات

(واقفات نو کی خلافت احمدیہ سے محبت اور عقیدت تو ان کے ذاتی واقعات اور احساسات سے ہی پتہ لگ سکتی ہے۔ایسے ہی کچھ واقعات ’’مریم میگزین‘‘ کی جولائی تا ستمبر 2019ء کی اشاعت میں شامل کئے گئے تھے جو قارئین کی نذر کئے جاتے ہیں)

جب حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن سے اسلام آباد تشریف لے جارہے تھے تو میں اس وقت مسجد فضل میں تھی۔ اس وقت دل کی بہت عجیب سی حالت تھی، دل چاہ رہا تھا وقت ٹھہر جائے۔ پیارے حضور کچھ دن اور رک جائیں۔۔۔ لیکن وقت تیزی سے گزرتا گیا اور پھر پیارے آقا اسلام آباد تشریف لے گئے۔ دل بہت اداس تھا۔ اچانک لندن خالی خالی لگنے لگا۔۔ اس شام اور رات میں یہی سوچتی رہی کہ ہم اس شہر میں کیوں رہتے ہیں۔ وہ شہر جو پیارے حضور کی موجودگی کی وجہ سے ہروقت رونق سے بھرا ہوا ہوتا تھا ایک دم اُداس سا لگنے لگا۔

اگلے دن ہم ظہر کی نماز کے لئے اسلام آباد گئے۔ وہاں جاکر اسلام آباد کو دیکھ کر اور سب سے بڑھ کر پیارے حضور کو دیکھ کر اس قدر خوشی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں اتنا خوبصورت مرکز عطا کیا ہے۔ الحمد للہ۔

- اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت فضل ہے کہ اس نے مجھے اسلام آباد میں خدمت کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں ہفتہ میں ایک بار سیکیورٹی کی ڈیوٹی کے لئے اسلام آباد جاتی ہوں۔ میں اور میرا 6 سال کا بیٹا پورا ہفتہ اس دن کا انتظار کرتے ہیں کہ جب ہم پیارے آقا کو دیکھیں گے اور چند گھنٹے قصر خلافت کی اس بابرکت فضا میں گزاریں گے۔

(عاطفہ احمد)

- جذبات تو بہت خوشی کے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ ساتھ ہی ساتھ خوشی کے آنسو بھی نکل رہے تھے۔ میں اس وقت اسلام آباد اپنے والدین اور بہن بھائی کے ساتھ آئی تھی اور ان بچیوں میں شامل تھی جنہوں نے حضور کو خوش آمدید کیا۔ وہ لمحہ میری زندگی کا ایک یادگار لمحہ ہے جو ہمیشہ مجھے یاد رہے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ پیارے حضور کی خوشی دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔

میں سب سے پہلے یہ بتانا چاہتی ہوں کہ دس سال کی عمر تک میں پاکستان رہی ہوں اور وہاں پیارے آقا کو MTA پر ہی دیکھتی تھی اور دل میں یہ شدید خواہش اٹھتی تھی کہ کاش! میں بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوسکوں۔ جب برطانیہ آئی تو اہتمام کے ساتھ مسجد فضل جایا کرتی تھی، لیکن جامعہ احمدیہ کے پاس رہنے کی وجہ سے اس کا زیادہ موقع نہیں ملتا تھا۔ اب جبکہ حضور اسلام آباد تشریف لے آئے ہیں تو روز ہی حضور کو دیکھنے کا اور نماز پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے اور میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اپنی خوشی کا اظہار کروں۔

پہلی بات کا تو میں نے ذکر کر دیا ہے کہ روزانہ پیارے حضور کے پیچھے نماز کا موقع ملتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اب مجھے قصرِ خلافت میں مختلف شعبوں میں ڈیوٹی دینے کا موقع ملتا ہے جس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ خاکسار سیکیورٹی ٹیم کی ممبر ہے اور یہاں ڈیوٹی سے مجھے جہاں برکات ملتی ہیں وہاں بہت کچھ سیکھنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ امامِ وقت کے قریب رہتے ہوئے جو خدمت کا موقع مل رہا ہے اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔

(وردہ برہان)

- 17/اپریل کو عصر کی نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی روانگی کا وقت شروع ہوگیا تھا۔حضور انور نے عصر کی نماز پڑھائی اور بعد میں دعا بھی کروائی۔مسجد فضل اس وقت لوگوں سے بھری ہوئی تھی اُن میں ہی میں اور میری بہنیں شامل تھیں۔حضور انور نے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے دعا کروائی۔ اس وقت ہر کوئی زار و قطار رو رہا تھا۔ میں اور میری بہنیں بھی زاروقطار رو رہی تھیں۔ وہ آنسو خوشی کے بھی تھے اور غم کے بھی۔ حضور انور کے جانے کے بعد وہ علاقہ جیسے خالی ہوگیا تھا۔ ہم جب بھی مسجد نماز کے لئے جاتے تو بہت اداس ہوتے۔ کچھ دنوں کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ حضور انور نے ہمیں دادا اور دادی کے ساتھ اسلام آباد میں رہنے کی اجازت عطاء فرمائی ہے تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اب ہم ہر نماز سے پہلے حضور انور کو دیکھتے اور حضور انور کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں اور اللہ کا بہت بہت شکر ادا کرتے ہیں۔ اسلام آباد مجھے بہت پرسکون لگتا ہے جیسے اللہ کی حفاظت میں آگئی ہوں۔

(خولہ سعید)

- میں انتہائی خوش ہوئی تھی جب مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا اتنے قریب منتقل ہو رہے ہیں۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ جب سے میرے آقا اسلام آباد میں منتقل ہوئے ہیں۔ اسلام آباد میں رونق دوبالا ہوگئی ہے اور تب سے میری بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ میں اپنی ساری نمازیں حضور کے پیچھے ادا کروں۔ اور اسی طرح حضور کی زیارت بھی کر سکتی ہوں اور اسی طرح لجنہ اور ناصرات سے بھی رابطے میں رہنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اور براہ راست حضور کی دعاؤں سے مُستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اسلام آباد جاتی ہوں تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار پر بار بار جانے کا موقع میسر آتا ہے۔

ہماری ذمہ داری میں اضافہ ہوا ہے اور اضافے سے میری مراد ہے کہ اب ہم میزبان ہیں اور جتنے لوگ بھی اسلام آباد میں آتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کا خیال رکھیں اور اپنی پوری کوشش کریں کہ اسلام آباد صاف رہے اور ہم سب کو اپنے پردے کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔

(صفیہ بھلّی، جنت باجوہ)

پیارے آقا کے اسلام آباد منتقل ہوجانے پر اپنے جذبات اور احساسات کا بیان بے حد مشکل ہے لیکن میں ان جذبات کو مختصر طور پر بیان کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہوں۔ اصل میں میرے سسرال اسلام آباد میں ہی رہتے ہیں اس وجہ سے ہمارا اپنے بچوں کو ان کے دادا دادی کے پاس لے جانے کا ایک معمول سا بن گیا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں اتنا ہی کم ہے کیونکہ میرے سسر مکرم محمد سلیم ظفر صاحب کو خلیفۂ وقت نے اسلام آباد میں جو گھر از راہ شفقت عطا کیا ہے اس شفقت کی بدولت ہی میرے بچوں کو اس روحانی بابرکت ماحول سے مستفیض ہونے کا شرف مل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب اس روحانی ماحول سے ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہیں۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل ہے کہ ہم سب کو حضور انور کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنے کا موقع مل رہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ میرے دو بیٹے ہیں۔ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ بڑے بیٹے کی عمر 6 سال ہے اور چھوٹے کی 3 سال۔ اللہ کے فضل سے انکی دلی خواہش ہوتی ہے کہ حضور انور کے پیچھے نماز پڑھیں۔

اللہ کے فضل سے مجھے قصرِ خلافت کی security ٹیم کا حصہ بننے کی بھی توفیق مل رہی ہے جسکی اپنی ہی برکتیں ہیں۔ایک دن میں ڈیوٹی پر تھی جب پیارے حضور جمعہ کے بابرکت دن ہمارے security cabin میں تشریف لائے اور ہم سے دریافت فرمایا کہ scanning کی ڈیوٹی کیسی جارہی ہے اور مذاق میں فرمایا کہ Judo karate سیکھے ہیں آپ سب نے؟ وہ دن مجھے کبھی نہیں بھولتا، حضور انور کو اتنے قریب سے دیکھا جیسے کہ کوئی خواب پوری ہوگئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

ایک دن ہم والدین کو ملنے آئے تھے سوموار کا دن تھا۔حضور انور کے اسلام آباد مستقل شفٹ ہونے سے قبل حضور انور چند گھروں میں تشریف لے گئے اور ہمارے والدین کے گھر بھی آئے۔ وہ خوشی اور جذبات ناقابل بیان ہیں۔ ہمارے لئے توعید کا سماں تھا خوشی سے دل باغ باغ ہو رہا تھا اور وہ خوشی آج بھی ہمارے دلوں پر نقش ہے۔میرے بچوں کی خلیفۂ وقت اور جماعت سے قربت اور زیادہ ہوتی جارہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

یہ بات ہمارے لئے دلی سکون کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے پر اس قدر فضل کیا ہے کہ مجھے خلیفۂ وقت کے پاس لایا ہے۔ یہ امر حقیقت میں ناقابل بیان ہے۔خلیفۂ وقت کی برکت سے بچے اب mobile/ Ipad بہت کم استعمال کرتے ہیں اور ہمارا زیادہ وقت اسلام آباد میں ہی گزرتا ہے۔

حضور انور کے اسلام آباد آجانے سے گویا اسلام آباد بدل گیا ہے۔اب اسلام آباد وہ اسلام آباد نہیں لگتا جہاں ہم پہلے آیا کرتے تھے۔ اب تو اسلام آباد سے اپنے گھر واپس جانے کو دل ہی نہیں کرتا بہت ہی خوش نصیب ہیں کہ ہم خلیفۂ وقت کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ برکات کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے والا بنائے اور حضور انور کی آنکھیں ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ٹھنڈی رکھے۔ آمین

(فدیحہ سلیم)

- جب حضورِ اقدس اسلام آباد چلے گئے تو میں ابھی لندن میں ہی تھی۔ہمیں ایک مہینہ ہوا ہے اسلام آباد آئے ہوئے۔ ہمارا ابھی کافی دیر سے ارادہ تھا اسلام آباد جانے کا تو کچھ دیر تو ہمیں بہت اکیلا اکیلا محسوس ہوا۔ ہم سب یہاں اُداس بھی تھے لیکن ہمیں تسلی تھی کہ بس تھوڑی دیر کے بعد ہم بھی حضورِ اقدس کے پاس چلے جائیں گے۔

مرکز کے نزدیک رہ کر ایک ایسی تسلی ہے جو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو کبھی دور رہے ہوں۔ یہ احساس انسان کو تب ہی آتا ہے جب وہ خود اس تجربے سے گزرتا ہے۔اس کے علاوہ خاص فضل ہے۔ زندگی میں سکون ہے کہ ہم جب چاہیں حضورِ اقدس کے پاس جاسکتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

(ملاحت عطاء)

- میں اور میرے دونوں بچے عزیزم فراست احمد اور عزیزم فارس احمد، ہم تینوں وقف نو میں شامل ہیں جب کہ میرے میاں صباحت احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ ہیں اور یوں الحمد للہ ہماری پوری فیملی خدمت دین کے لئے وقف ہے۔ دو سال قبل میرے میاں کا تبادلہ فارنہم میں ہوا اور ہم حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں ارلزفیلڈ، لندن سے یہاں اسلام آباد کے قریب فارنہم منتقل ہو گئے۔ جب ہم یہاں آئے تو اسلام آباد میں تعمیراتی کام جاری تھا اور یہ جان کر اپنی خوش نصیبی پر دل خدا کی حمد و ثنا سے پُر تھا اور شدت سے انتظار تھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جب ان شاءاللہ اسلام آباد منتقل ہو جائیں گے تو ہم یہاں بھی وہی رونق دیکھیں گے جو مسجد فضل میں دیکھا کرتے تھے اور حضور کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں گے۔

وسط اپریل 2019 میں جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بقیہ صفحہ 16 پر

PROGRAMME
JALSA SALANA 2022

پروگرام
جلسہ سالانہ ۲۰۲۲ء

FRIDAY 5th AUGUST 2022
جمعۃ المبارک ۵ اگست ۲۰۲۲ء

Time	Programme	پروگرام
11:30	Lunch and preparation for Jumu'ah prayer	دوپہر کا کھانا اور تیاری نماز جمعہ
13:00	Jumu'ah and Asr prayers	نماز جمعہ و عصر
16:25	Hoisting of Liwa-e-Ahmadiyyat	پرچم کشائی (لوائے احمدیت)
16:30	Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation, Persian poem & Urdu translation, Urdu Poem Inaugural address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، فارسی نظم اور اردو ترجمہ، اردو نظم افتتاحی خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
19:30	Dinner	کھانا
21:00	Maghrib and Isha prayers	نماز مغرب وعشاء

SATURDAY 6th AUGUST 2022
ہفتہ ۶ اگست ۲۰۲۲ء

Time	Programme	پروگرام
03:15	Tahajjud Prayer	نماز تہجد
04:07	Fajr Azan	اذان نماز فجر
04:30	Fajr Prayer	نماز فجر
04:45	Darsul Qur'an	درس القرآن
08:00	Breakfast	ناشتہ

Second Session | دوسرا اجلاس

Time	Programme	پروگرام
10:00	Recitation of the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
10:20	Opposition of Dvine Communities Leads to their Progress (Urdu) Mr. Fareed Ahmad Naveed, Principal Jamia Ahmadiyya International, Ghana	الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے (اردو) مکرم فرید احمد نوید صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل۔ گھانا
10:50	Remembrance of Allah (English) Mr. Muhammad Ibrahim Ikhlaf, Secretary Tabligh, Jama'at Ahmadiyya, UK	ذکر الٰہی (انگریزی) مکرم محمد ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ۔ یوکے
11:20	Urdu Poem	اردو نظم
11:30	The Efforts of Khilafat e Ahmadiyya for the Attainment of World Peace (Urdu) Dr Sir Iftikhar Ahmad Ayaz, Chairman, International Human Right Committee, UK	دنیا کے امن و سلامتی کے قیام کے لئے خلافت احمدیہ کی بین الاقوامی کوششیں (اردو) مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب۔ چیئرمین انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی۔ یوکے
12:00	Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper) Arrives in Ladies' Jalsa Gah Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation and Urdu poem	حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
	Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)	خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
13:30	Zuhr & Asr Prayers	نماز ظہر و عصر
14:00	Lunch	دوپہر کا کھانا

Third Session | تیسرا اجلاس

Time	Programme	پروگرام
15:30	Brief Messages of Dignitaries	معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات
16:00	Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
19:30	Dinner	کھانا
21:00	Maghrib & Isha Prayers	نماز مغرب وعشاء

SUNDAY 7th AUGUST 2022
اتوار ۷ اگست ۲۰۲۲ء

Time	Programme	پروگرام
03:15	Tahajjud Prayer	نماز تہجد
04:08	Fajr Azan	اذان نماز فجر
04:30	Fajr Prayer	نماز فجر
04:45	Darsul Hadith	درس الحدیث
08:00	Breakfast	ناشتہ

Fourth Session | چوتھا اجلاس

Time	Programme	پروگرام
10:00	Recitation of the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
10:20	The Need for a Husband and Wife to Develop a Habit of Patience and Tolerance in their Marital Life (Urdu) Mr. Fazal ur Rehman Nasir, Murabbi Silsila, Teacher, Jamia Ahmadiyya, UK	عائلی زندگی میں میاں بیوی کو صبر اور برداشت کی عادت ڈالنے کی ضرورت (اردو) مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ۔ استاد جامعہ احمدیہ۔ یوکے
10:50	The True meaning of Obedience to Khilafat and its Blessings(English) Mr Ayyaz Mahmood Khan, Murabbi Silsila, Wakalat-e-Tasneef, Islamabad, UK	اطاعت خلافت کے حقیقی معانی اور اس کی برکات (انگریزی) مکرم ایاز محمود خان صاحب۔ مربی سلسلہ وکالت تصنیف۔ اسلام آباد۔ یوکے
11:20	Urdu Poem	اردو نظم
11:30	The Advent of The Messiah and Mahdi for the Revival of Faith and Shariah (Urdu) Mr Ataul Mujeeb Rashed Imam of the London Mosque & Naib Amir, UK	مسیح و مہدی علیہ السلام کی بعثت کی غرض احیاء دین اور قیام شریعت (اردو) مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن و نائب امیر۔ یوکے
12:00	The Holy Prophet[sa] Advice to Leaders on The Establishment of an Islamic Government (English) Mr Rafiq Ahmed Hayat Amir Jama'at Ahmadiyya, UK	اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں حکمرانوں کے لئے حضور ﷺ کی نصائح (انگریزی) مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت احمدیہ، برطانیہ
12:30	Announcement and Preperation for International Bai'at and Bai'at Ceremony	اعلانات و تیاری عالمی بیعت و عالمی بیعت کی تقریب
13:30	Zuhr & Asr Prayers	نماز ظہر اور عصر
14:00	Lunch	کھانا

Final Session | اختتامی اجلاس

Time	Programme	پروگرام
15:30	Brief Messages of Dignitaries	معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات
16:00	Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation, Arabic Qaseeda with translation and Urdu poem Ahmadiyya Peace Prize announcement Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper) Silent Prayer	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، عربی قصید اور اردو ترجمہ، اردو نظم احمدیہ امن انعام کا اعلان خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اختتامی دعا

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: اسلام آباد کے بابرکت افتتاح پر جذبات...... از صفحہ 14

خدا کے فضل سے اسلام آباد تشریف لائے تو ہم بچوں کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھے۔فراست احمد 6 سال کا ہے اور اس موقع پر وہ بے انتہا excited تھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لا رہے ہیں اور اس کو بہت انتظار تھا کہ بس جلدی سے حضور کو دیکھ لے۔ جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو ایک انتہائی خوشی تھی اور ساتھ ہی دعا کی طرف توجہ تھی کہ خدا تعالیٰ ہمیں خلافت کی عظیم نعمت کے اتنا قریب لے آیا ہے تو اس سے اخلاص و وفا کا مضبوط تعلق قائم رکھے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا نئے مرکز میں آنا تمام جماعت کے لئے موجب خیر و برکت کرے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تقریباً روزانہ بچوں کو عصر کی نماز پر مسجد مبارک لے کر جاتے ہیں جس سے بچوں میں نماز پڑھنے اور مسجد جانے کا شوق پیدا ہوا ہے اور نہ صرف یہ کہ وہ نماز عصر کے وقت کے قریب مسجد جانے کا پوچھتے ہیں بلکہ گھر میں بھی باقی نمازوں کا کہنے پر جلدی سے ٹوپی لے کر ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسجد مبارک جانا اور نماز ادا کرنا ہم سب کے لئے روزانہ کا معمول ہے اور اس کے بغیر ہم سب کا دن نامکمل رہتا ہے۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی برکت ہے کہ بچوں کے دل میں نماز کا شوق اور خلافت کی خاص محبت پیدا ہوئی ہے۔ پہلے بھی ہم مسجد لے کر جاتے تھے لیکن یہ جوش اور شوق حضور کے پیچھے نماز پڑھنے کی برکت ہے۔ بحیثیت وقف نو مجھے مسجد مبارک میں ڈسپلن کی ڈیوٹی کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے اور اسی طرح مسجد باقاعدگی سے جانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

(ھبۃ الوحید)

- اسلام آباد میں قیام میری زندگی کا ایک حسین اتفاق ہے جو میں کبھی نہیں بھول سکتی۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں مجھے پیار محبت امن سکون دوستی اور بہت سی حسین یادوں کا تحفہ ملا۔ جہاں ہر روز حتی الوسع میں نمازیں ادا کیا کرتی تھی۔جس کے بعد دوستوں کے ساتھ مل کر سیر و تفریح کیا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے بہت سے مواقع پر جماعتی خدمات کی توفیق بھی ملی جیسا کہ اجتماعات میں، جلسہ میں اور دیگر مواقع پر بھی۔ میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے دین کی خدمت احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسلام آباد میں قیام کے دوران حضور انور دو مواقع پر ہمارے گھر تشریف لائے جو کہ میں اپنی باقی زندگی میں کبھی نہیں بھول سکتی کے کس طرح خلیفۂ وقت نے اپنی مصروفیت میں سے کچھ پل نکال کر ہمارے گھر تشریف آوری کی۔

جیسا کے اب مرکز اسلام آباد منتقل ہوگیا ہے تو میری ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے اور اب میں خدا کے فضل کے ساتھ لجنہ اماء اللہ کی سیکیورٹی کی ٹیم میں شامل ہوگئی ہوں جو کہ ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ اپنی ذمہ داریاں خدا کی دی گئی صلاحیتوں کے مطابق احسن رنگ میں قصرِ خلافت میں ادا کریں۔ اور مجھے اپنی ذمہ داریاں پہلے سے بہتر اور بڑھ کر ادا کرنی ہیں۔ خلافت کے سائے میں رہنا ایک خدا تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں اور جس نے میری زندگی کو بہت سی برکات سے مستفید کیا۔ دین کی خدمت نے میری زندگی کے ہر میدان میں مجھے کامیابی سے نوازا چاہے دینی ہو یا دنیاوی معاشرتی ہو یا روحانی تعلیمی ہو یا غیر تعلیمی۔

(فرحانہ عامر)

ایک سبق آموز بات

یہ مختصر سی حکایت اپنے اندر ایک بہت بڑا سبق لیے ہوئے ہے۔ایک شخص ایک بھاری بھرکم ہتھوڑے سے پتھر توڑ رہا تھا۔وہ پتھر پر چوٹ لگاتا جاتا اور ہر چوٹ گنتا جاتا۔ایک باپ بیٹا وہاں سے گزر رہے تھے دونوں اس شخص کو دیکھنے کے لیے رُک گئے۔دونوں یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ شخص یہ پتھر کتنی چوٹوں میں توڑتا ہے جب 75چوٹیں لگ چکیں 76ویں چوٹ پر وہ بھاری بھرکم پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا۔چوٹ لگانے والے شخص کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے ’’اس چوٹ نے پتھر توڑا ہے‘‘ دونوں باپ بیٹے اس کی بات سُن کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔باپ نے بیٹے سے پوچھا ’’تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا یہ شخص درست کہہ رہا ہے‘‘ بیٹا بولا: ’’جی ہاں۔‘‘ باپ نے کہا ’’نہیں ایسا نہیں ہے یہ پتھر دراصل 76چوٹوں نے مل کر توڑا ہے اگر پہلی 75چوٹیں اس پتھر پر نہ لگائی جاتی تو 76ویں چوٹ کچھ بھی نہیں کرسکتی تھی اس میں سبق یہ ہے کہ ناکام ہوجانے والی ہر کوشش کامیابی میں اپنا حصہ ڈالتی ہے۔‘‘

(بحوالہ روزنامہ جنگ مورخہ 2جولائی 2022)

مرسلہ: طیبہ طاہرہ

طلوع وغروب آفتاب

03/اگست 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:32	18:59
مدینہ منورہ		04:25	19:05
قادیان		04:13	19:24
ربوہ		03:54	19:03
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:01	20:47

فقہی کارنر

وفات یافتہ کی طرف سے حج بدل

خوشاب سے ایک مرحوم احمدی کے ورثاء نے حضرت (اقدس مسیح موعودؑ) کی خدمت میں خط لکھا کہ مرحوم کا ارادہ پختہ حج پر جانے کا تھا مگر موت نے مہلت نہ دی۔کیا جائز ہے کہ اب اس کی طرف سے کوئی آدمی خرچ دے کر بھیج دیا جاوے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

’’جائز ہے اس سے متوفی کو ثواب حج کا حاصل ہو جائے گا‘‘

(اخبار بدر نمبر 18 جلد 6 مؤرخہ 2/مئی 1907ء صفحہ 2)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)